Postal Reg. No. L/P/GDP-1 DEC 2007

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

جلد 56

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شمارہ 9-10

شرح چندہ سالانہ 250 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک 10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

10/17 صفر 1428 ہجری 8/1 اَمان 1386 ہش 8/1 مارچ 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان 3 مارچ 2007 (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور پُر نُور نے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلوق خدا کے تئیں جذبۂ رحمت اور ہمدردی کے واقعات کا حسین تذکرہ فرمایا۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

بعثتِ مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیاں

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔(سورۃ الجمعہ آیت 3تا5)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے ایک انپڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

☆ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (سورۃ التوبہ آیت 33-32)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے کے سوا دوسری ہر بات سے انکار کرتا ہے۔ خواہ کفار کو کتنا ہی برا لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ باقی دینوں پر اسے غالب کر دے گو مشرکوں کو یہ بات بری ہی لگے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عدل اور حکم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ "وآخرین منہم لما یلحقوا بہم" قال قلت من ہم یارسول اللہ فلم یراجعہ حتیٰ سأل ثلاثاً وفینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ہولآء (بخاری کتاب التفسیر باب الجمعۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعۃ کی آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا۔ اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"یہ عاجز تو محض اس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے تا کہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے"۔ (حجۃ الاسلام صفحہ 12)

"اے تمام لوگوں جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے"۔ (تریاق القلوب صفحہ 13)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کیلئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں" (برکات الدعا صفحہ 34)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مذہبی مباحثات اور
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رہنما اصول

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہ نے اس زمانے کا امام، نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا تا آپ اس زمانہ میں امت محمدیہ میں مبعوث ہو کر امتؐ میں پیدا شدہ غلط عقائد و خیالات اور فاسد اعتقادات کی درستی فرمائیں اور ایمان جو لوگوں کے سینوں سے نکل چکا ہے اسے پھر دوبارہ ان کے سینوں میں داخل کر دیں۔ چنانچہ قرآن و حدیث اور کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق چودہویں صدی کے سر پر آپ مبعوث ہوئے۔ آپ کا کام نا قابل بیان حد تک وسیع، انتہائی عظیم الشان، بے حد پُر خطر اور بے انتہاء مصائب و مشکلات سے بھرا ہوا تھا۔ جہاں امّت کے اندر پھیلی ہوئی گھٹا ٹوپ تاریکی کو آپ نے دُور کرنا تھا وہاں بیرونی طور پر بھی تمام مذاہب باطلہ کا رد کر کے اسلام کو ان پر غالب کرنا بھی آپ کے منصب جلیلہ کی ذمہ داری تھی جیسا کہ قرآن کریم کے ارشاد گرامی ’’ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ‘‘ میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

آپؑ کو جہاں ایک طرف اہلِ ہنود کی طرف سے شدید مخالفت اور دشمنی کا سامنا تھا وہاں دوسری طرف عیسائیت کا اژدہا منہ کھولے کھڑا تھا اور بڑی سُرعت کے ساتھ اسلام کو نگل جانے کے درپے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حق و باطل کے اس رَن میں غیر مذاہب کے خلاف اس مضبوطی سے سینہ سپر رہے کہ آپ کے پہاڑ جیسے پائے ثبات میں ایک ادنیٰ بھی جنبش نہیں آئی اور آ بھی کیسے سکتی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کے جلیل القدر خطاب سے نوازا تھا۔ لیکن حیف مسلمان علماء پر! انہیں چاہئے تھا کہ ایسے نازک اور مشکل حالات میں یہ مسیح موعودؑ کا ساتھ دیتے جو غیر مذاہب کے مقابل اسلام کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگا رہا تھا لیکن افسوس کہ علماء امت نے بجائے ساتھ دینے کے آپؑ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور جس حد تک اور جس رنگ میں بن پڑا مخالفت کا بازار گرم کیا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ نے علماء امت کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ آپ اگر میرا ساتھ نہیں دے سکتے تو کم از کم کچھ سالوں کے لئے میری مخالفت سے باز آجاؤ تا میں غیر مذاہب کے خلاف یکسوئی سے اسلام کا دفاع کر سکوں اور اس عرصہ میں اگر خدا کی تائید و نصرت میرے ساتھ نہ دیکھو تو پھر جس رنگ میں چاہو مخالفت کر لینا لیکن علماء نے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ عُلَمَاءُ هُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ آپؑ کی ایک نہ سُنی اور نہ صرف مخالفت کا بیڑا اٹھایا بلکہ بغض و عناد میں اِس قدر بڑھے کہ جس قدر گری ہوئی اور گھٹیا حرکتیں ان سے ظہور میں آسکتی تھیں آئیں۔ بائیکاٹ کیا، کذّاب، دجّال، کافر، ملحد، بے دین، دشمنِ اسلام اور جو کچھ کہہ سکتے تھے آپؑ کو کہا۔ آپ اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

نتیجۃً نہ صرف اہلِ ہنود اور عیسائیت سے آپ کا مقابلہ، مناظرہ و مباحثہ ہوا بلکہ مسلمان علماء سے بھی آپ کو متعدد مناظرے کرنے پڑے۔ 1891ء میں آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ایک مناظرہ لدھیانہ میں کیا۔ اسی سال ایک مناظرہ دہلی میں مولوی محمد بشیر بھوپالوی کے ساتھ ہوا۔ 1892 میں ایک مناظرہ مولوی عبد الحکیم کلانوری کے ساتھ لاہور میں کیا۔ 1893 میں مسٹر عبد اللہ آتھم مسیحی کے ساتھ ایک مناظرہ اسلام اور مسیحیت کے متعلق ہوا۔ 1886ء میں ہوشیار پور میں ماسٹر مُرلی دھر کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا۔ ان مناظروں اور مباحثوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل و براہین کے ذریعہ مخالفین کو زبردست شکست دی۔ اپنی پسپائی اور ذلت و رسوائی کے نتیجہ میں مخالفین ضد و تعصب، کینہ اور بغض، گالی گلوچ میں اور بھی زیادہ بڑھتے چلے گئے۔ عیسائی اور آریہ گالی گلوچ، بدزبانی اور زہر افشانی، الزام و اتہام کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے اور یہ حملہ وہ خصوصیت کے ساتھ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات پر کرتے جس سے مسیح موعود علیہ السلام کو بے انتہاء تکالیف ہوتی۔ بے ہودہ اور گندے لٹریچر شائع کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محسوس کیا کہ ملک کی فضاء زہر آلود ہوتی جا رہی ہے قوم کے اخلاق خراب ہو رہے ہیں، محبت اور پیار کی جگہ دشمنی اور عداوت لے رہی ہے جو کہ ملک اور قوم کے لئے بے حد خطرناک ہے لہٰذا ایک مصلح ہونے کی حیثیت سے آپ نے ہر قوم کو ان کی اخلاقی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور بعض زرّیں اور رہنما اصول ان کے سامنے رکھے۔ آپ نے خصوصیت سے تین باتوں کی طرف توجہ دلائی: اوّل یہ کہ ایک دوسرے پر گندے اور اشتعال انگیز حملے نہ کئے جائیں۔ دوم یہ کہ مناظرات و مباحثات میں دعویٰ اور دلیل اپنے اپنے مذہب کی مسلمہ کتب سے ہی پیش کئے جائیں اور دوسرے مذہب پر جو بھی اعتراض کرنا ہو ان کی مسلمہ کتب سے کئے جائیں اپنی طرف سے من گھڑت اعتراض نہ کیا جائے۔ سوم یہ کہ بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے مذہب کو اعتراضات کا نشانہ بنایا جائے اپنے اپنے مذہب کی ہی خوبیاں اور محاسن بیان کی جائیں تا ہر ایک کو دوسرے مذہب کی خوبیوں کا پتہ چل سکے اور غلط فہمیاں دُور ہو کر محبت اور پیار کی فضا قائم ہو۔ ایک مصلح ہونے کی حیثیت سے جس حد تک آپ سے ہو سکتا تھا آپؑ نے اس کے لئے کوشش فرمائی۔ 1895ء میں حکومت کو اس سلسلہ میں ایک میموریل پیش کیا۔ 1889ء میں جبکہ ایک متعصب عیسائی نے ’’امہات المؤمنین‘‘ لکھ کر مسلمانوں کی دلآزاری کی آپؑ نے ایک بار پھر از سرِ نو اپنی اس تجویز کو حکومت کے سامنے تفصیل سے رکھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں جو رہنما اصول بیان فرمائے وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

22/ستمبر 1895ء کو آپ نے پہلا میموریل گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا جس کے تعلق میں کتاب ’’حیات طیبہ‘‘ میں لکھا ہے:

’’چونکہ حضرت اقدس کو مذہبی مباحثات کے سلسلہ میں ہندوستان کی دو ایسی قوموں کے ساتھ واسطہ رہتا تھا جو اپنی تلخ زبانی میں مشہور تھیں ہماری مراد اس سے آریہ اور عیسائی ہیں۔ اس لئے حضرت اقدس نے 22/ستمبر 1895ء کو ان دونوں قوموں کے نام ایک نوٹس جاری فرمایا اور اس میں گورنمنٹ آف انڈیا کو بھی توجہ دلائی کہ مباحثات کی جو موجودہ طرز ہے اسے یکسر بدل دینا چاہئے اور اس کی بجائے ہونا یہ چاہئے کہ:

اوّل: کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس کی اپنی الہامی کتاب پر پڑتا ہو۔

دوم: ہر فریق اپنی مسلم اور مقبول کتابوں کی فہرست شائع کر دے اور کسی معترض کو یہ حق نہ ہو کہ ان کتب سے باہر کسی کتاب کے حوالہ سے اعتراض کرے۔ چنانچہ حضورؑ نے جو مسلمہ مقبولہ کتابوں کی فہرست شائع فرمائی وہ یہ ہے:

اوّل: قرآن شریف۔

دوم: بخاری شریف بشرطیکہ اس کی کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔

سوم: صحیح مسلم بشرطیکہ اس کی کوئی حدیث قرآن شریف اور بخاری کی کسی حدیث کے مخالف نہ ہو۔

چہارم: صحیح ترمذی، ابن ماجہ، مؤطا، نسائی، ابن داؤد، دار قطنی، بشرطیکہ ان کی کوئی حدیث قرآن اور صحیحین یعنی بخاری و مسلم کے خلاف نہ ہو۔

آریوں اور عیسائیوں کو بھی آپ نے لکھا کہ آپ لوگ بھی اپنی مسلمہ مقبولہ کتب کی فہرست شائع کر دیں اور فریقین اس امر کی پابندی کریں کہ کوئی ایسا اعتراض ایک دوسرے پر نہ کریں جس کا ثبوت وہ ان کتب سے مہیا نہ کر سکیں۔

ظاہر ہے کہ مذہبی فسادات کو روکنے کیلئے یہ ایک نہایت ہی معقول تجویز تھی ہزاروں مسلمانوں کے دستخطوں سے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں ایک میموریل بھی بھیجا مگر افسوس کہ اس وقت گورنمنٹ نے اس طرف توجہ نہ کی البتہ اس کے بہت سالوں کے بعد یہ قانون پاس کیا گیا کہ کسی مذہب کے بانی کو گالی دینا یا اس کی ہتک کرنا قانون کی رو سے جُرم ہے۔‘‘ (حیات طیبہ از عبد القادر سابق سوداگرمل صفحہ 91-190)

آج اگر دنیا اس اصول زرّیں اور سنہرے اصول کو اپنا لے تو دنیا بے چینی اور پریشانی کے بھنور سے نکل کر امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ (منصور احمد)

سال 2007 میں تبلیغی و تربیتی جلسے

بھارت کی جماعتوں سے گذارش ہے کہ سال 2007 میں اپنے یہاں درج ذیل تفصیل سے جلسے منعقد کریں اور ان کی مساعی جامع اور مختصر طور پر ارسال کریں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد قادیان)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ	20 فروری
جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	23 مارچ
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	1/اپریل بروز اتوار
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	2 مئی بروز بدھ
جلسہ یوم خلافت	27 مئی بروز اتوار
ہفتہ قرآن مجید	20 جولائی تا 26 جولائی
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	19/اگست بروز اتوار
جلسہ پیشوایان مذاہب	9 ستمبر بروز اتوار
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	28 اکتوبر بروز اتوار

احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے مختلف پہلوؤں کا دلربا تذکرہ

یہ احادیث جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلووں کو اپنی ذات میں جذب کرتے ہوئے اس کا عبد منیب بنانے والی اور اس کے آگے جھکائے رکھنے والی ہونی چاہئیں، جس سے ہمارے جسم کا رواں رواں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا شکر گزار بن جائے، وہاں اس رحمۃ للعالمینؐ پر درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 26/جنوری 2007ء بمطابق 26/صلح 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

آج کے خطبہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا بیان ہی ہوگا۔ لیکن آج اس ضمن میں میں حدیث کے حوالے سے بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے حوالے سے بے شمار احادیث ہیں جن میں سے چند ایک میں نے چنی ہیں، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بارے میں جو نصائح فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کی مختلف زاویوں سے جو وضاحت فرمائی ہے اس کا ذکر ہے تا کہ ہمیں اس کا صحیح فہم وادراک حاصل ہو۔ یہ احادیث جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے جلووں کو اپنی ذات میں جذب کرتے ہوئے اس کا عبد منیب بنانے والی اور اس کے آگے جھکائے رکھنے والی ہونی چاہئیں، جس سے ہمارے جسم کا رواں رواں خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا شکر گزار بن جائے، وہاں اس رحمۃ للعالمینؐ پر درود بھیجنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ جس نے ہم عاجز گناہگار بندوں کا خدائے رحمٰن سے تعلق جوڑنے کے لئے کس طرح مختلف طریق پر نصائح فرماتے ہوئے وہ فہم اور ادراک عطا فرمایا اور اپنا اسوہ قائم فرما کر ہمیں ان راہوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی۔

احادیث پیش کرنے سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے اس صفت کا پَرتو ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "رحمانیت کا مظہر تام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ محمد کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا۔ اور رحمٰن کے معنے ہیں بلامُزد"۔ (بلامُزد کا مطلب ہے بغیر اجر کے) "بن مانگے، بلاتفریق، مومن وکافر کو دینے والا اور یہ صاف بات ہے کہ جو بن مانگے دے گا، اس کی تعریف ضرور کی جائے گی۔ پس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رحمانیت کی تجلی تھی"۔

(الحکم 17/فروری 1901ء صفحہ 7 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ فاتحہ صفحہ 67)

یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فہم وادراک اور کلام کی خوبصورتی اور آپؑ کا اپنے آقا ومطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کے صحیح مقام کا فہم جس تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ رحمانیت کی یہ تجلی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ہم احادیث میں دیکھیں گے۔ جہاں یہ بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔ وہاں ہر جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس صفت کے بارے میں بیان فرماتے ہیں تو آپ کے الفاظ میں ایک خاص رنگ ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق صفت رحمانیت سے زیادہ سے زیادہ فیض پا سکے، مومن اس سے زیادہ سے زیادہ فیض پا سکیں۔ پھر بعض احادیث جانوروں کے بارے میں بھی ہیں کہ ان سے کس طرح رحم کا سلوک ہونا چاہئے۔ وہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس رحمۃ للعالمین کا جذبۂ رحم، رحمٰن خدا کی مخلوق کی تکلیف دور کرنے کے لئے لئے کس شدّت رحم سے بے چینی کا اظہار کرتا ہے۔

گزشتہ خطبے میں میں نے ایک حدیث کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے چینی کا ذکر کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: کیوں لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے باوجود اپنی بدبختی کی وجہ سے اس کے عذاب کا مورد بنتے ہیں۔ اس تعلق میں دوسری حدیث یہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو صادق ومصدوق، ابوالقاسم اور جھونپڑی والے ہیں، یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت تو صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 مسند ابی ہریرۃ حدیث نمبر 7988۔ ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الکتب۔ بیروت)

اس حدیث میں جہاں یہ ذکر ہے کہ رحمت بدبخت سے چھینی جاتی ہے وہاں اس انذار کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ایک وسیع رحمت کی بشارت بھی دی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے نہیں ہیں، وہ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں رہتے۔ بلکہ محرومی ان کے لئے ہی ہے اور وہی اس محرومی کا مورد بنتے ہیں جو ان حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ تو ایک مومن کی یہی خواہش ہونی چاہئے اور یہی کوشش ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے حصہ لے اور باقی صفات سے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا زیادہ سے زیادہ وارث بنے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا کے بارے میں معلوم ہو جائے تو جنت کی کوئی بھی امید نہ کرے اور اگر کافر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کتنی رحمت ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو حصوں میں پیدا کیا جن میں سے ایک حصہ مخلوقات میں رکھ دیا جس سے وہ ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت کے ننانوے حصے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 مسند ابی ہریرہ حدیث نمبر 10285 ایڈیشن اوّل 1998ء عالم الکتب، بیروت)

ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں جو دیکھتے ہیں، بشمول انسان اور جو دوسری جاندار مخلوق ہے وہ صرف ایک حصہ رحمت کا ہے جو وہ ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ مومن کا جنت سے نا اُمید ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مومن ہونے کے بعد انسان رحمانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور سزا کے بارے میں معلوم ہو جائے تو جنت کی کوئی امید نہ رکھے۔ اور کافر جو ہے اس کو رحمت کا پتہ لگ جائے تو اس کو یہی امید رہے کہ میں جنت میں جاؤں گا۔ اگر یہی ہو کہ مومن کو کوئی امید نہ ہو تو پھر تو کوئی ایمان لانے کی جرأت نہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کیونکہ تقویٰ کی وجہ سے، باقی صفات کا علم ہونے کی وجہ سے ان کا بھی فہم وادراک رکھتا ہے اور اس میں بڑھ رہا ہوتا ہے اس لئے یہ خوف بھی ہوتا ہے

کہ کسی غلط عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نہ حاصل کر لے، اس لئے ہمیشہ سیدھے راستے پر چلتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دعائیں بھی سکھادی ہیں جو اس سے مانگنی چاہئیں تاکہ وہ جنتوں کا وارث بنتا چلا جائے۔ مثلاً سورۃ اعراف میں یہ دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعـــراف :24) اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس حقیقی مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں لئے رکھے اور اس علم کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے ڈرتا رہے کہ کہیں میرا کوئی عمل مجھے اس سے محروم نہ کر دے۔ جب ایسی حالت ہو گی تو پھر ایک مومن پر رحمتوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی دوسروں سے بڑھ کر نازل ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو، خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو...... سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے“۔ پھر فرمایا کہ ”آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے، رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف :24)“ فرمایا کہ ”یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے“۔

(البدر جلد 1 نمبر 9 مورخہ 26/دسمبر 1902ء صفحہ 66.

بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الاعراف آیت 24)

پس مومن کو جہاں فکر مند ہونا چاہئے وہاں تسلی بھی رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت سے مزید نوازنے کے لئے دعا بھی سکھا دی ہے۔ اور پھر مومنوں کو ایک اور جگہ اس طرح بھی تسلی دی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:54) کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ تو یہ حدیث مایوس کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک تو یہ وضاحت ہے، جس طرح کہ مَیں نے کی ہے، دوسرے یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت دوسروں کے لئے ہے اور ننانوے حصے اس کے پاس ہیں تو اس سے یقیناً تمہیں بھی بہت حصہ ملنا ہے، ان اعمال کی وجہ سے جو دوسروں سے بڑھ کر تم کرنے والے ہو جس کا فہم و ادراک تم رکھتے ہو۔

پھر ایک روایت ہے جو پہلی سے ملتی جلتی ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سو رحمتیں ہیں۔ اُن میں سے اُس نے ایک حصہ رحمت تمام مخلوقات میں تقسیم کر دی ہے جس سے وہ آپس میں رحم کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے سے شفقت سے پیش آتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے ہی وحشی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ وہ ایک حصہ انسانوں میں بھی دیا ہوا ہے اور دوسری جاندار مخلوق میں بھی اور اس نے ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھ لی ہیں جن کے ذریعے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزهد باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة حديث نمبر 4293)

تو جیسا کہ پہلی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ انسان کی بدبختی ہے کہ پھر بھی اس رحم کو حاصل نہ کر سکے۔ اس کے باوجود اگر رحم حاصل نہ کر سکے تو یقیناً وہ بدبختی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ رحم مانگنا چاہئے اور کوئی ایسی حرکت عمداً جان بوجھ کر کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے جس سے اس کے رحم سے انسان محروم ہو رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس طرح رحم کرتا ہے اس کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ نے مال اور اولاد عطا کی تھی، جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا مَیں تمہارے لئے کیسا باپ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے بہتر باپ، آپ بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا لیکن مَیں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں چھوڑی اور جب مَیں اللہ کے حضور پیش ہوں گا تو وہ مجھے عذاب دے گا۔ میری کوئی نیکی ہی نہیں ہے۔ اس لئے دھیان سے سن لو، غور سے سن لو کہ جب مَیں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور جب میں کوئلہ بن جاؤں تو مجھے پیس دینا پھر جب شدید آندھی چلے تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا اور اُس نے ان سے اس بات کا بڑا پختہ عہد لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے ربّ کی قسم انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب اس طرح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو اکٹھا کیا تو وہ ایک مجسم شخص کی صورت میں کھڑا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے بندے کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا تھا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی اس پر رحم کرتے ہوئے کی۔ (بخاری کتاب الرقاق باب الخوف من الله عز وجل حديث نمبر 6481)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے اتنا ہی خوف تھا تو اس کا صلہ مَیں تجھے دیتا ہوں۔ تجھ پر رحم کرتا ہوں اور تجھے بخشتا ہوں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ پھر وہ توبہ کے متعلق پوچھنے کے لئے نکلا۔ ایک راہب کے پاس آ کر اس سے پوچھا کہ کیا اب توبہ ہو سکتی ہے؟ مَیں نے ننانوے قتل کئے۔ مَیں بہت گناہگار شخص ہوں۔ اس راہب نے کہا نہیں اب تو کوئی صورت نہیں ہے۔ ایسا ظالم انسان جو اتنے بے گناہوں کا قاتل ہو وہ تو معاف نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا جہاں ننانوے قتل کئے تھے (ایک اور سہی)۔ اس کو بھی قتل کر دیا کہ سو پورے ہو جائیں۔ اور پھر اس کے بعد مسلسل اس بارے میں پوچھتا رہا کہ کوئی معافی کی صورت ہے؟ اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ تو وہاں ایک بزرگ ہے، اس سے پوچھو وہ شاید تمہاری کوئی رہنمائی کر دے۔ وہ جا رہا تھا تو اس کو راستے میں موت آ گئی۔ جب موت کا وقت آیا تو اسے تھوڑی دیر پہلے احساس ہوا۔ وہ گرنے لگا تو اس نے اپنے سینے کو اس بستی کی طرف کر دیا۔ جب فوت ہو گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے، ہر ایک اس کو اٹھانے کے لئے پہنچ گئے کہ کہاں لے کے جانا ہے۔ وہ جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ نہیں یہ بخشش کی طرف جا رہا تھا، اپنی اصلاح کے لئے جا رہا تھا اس لئے ہم اس کو لے کے جائیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ کیونکہ بہت ظالم انسان تھا اس کو ہم لے کے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف وہ جا رہا تھا حکم دیا کہ اس کے قریب ہو جاؤ اور جس بستی سے وہ دُور جا رہا تھا، اُسے حکم دیا کہ اس سے دُور ہو جا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں بستیوں کے درمیان فاصلے کی پیمائش کرو تو وہ بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا وہ ایک بالشت اس کے قریب تھا۔ اس طرف کے فاصلے میں ایک بالشت کی کمی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری کتاب احادیث الأنبياء باب 52/54 حديث نمبر 3470)

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ڈھٹائی سے گناہوں پر مُصر رہنے والے کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کی خبر بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمت کو سمیٹنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طرف قدم بھی بڑھنے شروع ہو جائیں۔ جب گناہوں کا احساس ہو جائے، جب آدمی غلطی کر لے تو پھر گناہ کا احساس ہونے کے بعد اس کی رحمت اور بخشش کی طلب بھی شروع ہو جائے۔ ان سے بچنے کی کوشش بھی شروع ہو جائے۔ پھر ہی یہ امید بھی رکھنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دلائی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:54)

پھر دیکھیں رحمۃ للعالمین کا اپنے صحابہ کو نصیحت کا انداز اور ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ادراک پیدا کرنے کا طریق۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تُو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا جی حضورؐ، آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا تو اس سے کرتا ہے۔ اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

(الأدب المفرد باب نمبر 175 رحمة العيال حديث نمبر 382 ایڈیشن 2003ء)

آجکل شاید اس بات کو کوئی اتنا محسوس نہ کرے لیکن عرب معاشرے کا جن کو پتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کی طبیعتوں میں کتنا اکھڑ پن تھا، کتنی کرختگی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے شاذ ہی کوئی انسان اپنے بچوں سے پیار کا سلوک کرتا تھا۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ اپنے بچوں کو پیار کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا بڑی حیرانگی سے پوچھنے لگا کہ آپ بچے کو پیار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ کہتا ہے کہ میرے تو دس بچے ہیں مَیں نے تو آج تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کے اندر سختی بھری ہوئی ہے تو مَیں اس پر کیا کر سکتا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبيله)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا اور تم بخشش کا سلوک کرو، اللہ تم سے بھی بخشش کا سلوک کرے گا۔ ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال

دیتے ہیں۔ ہلاکت ہے ان اصرار کرنے والوں پر جو جانتے بوجھتے ہوئے اپنے کئے پر اصرار کرتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص حدیث نمبر 7041 ایڈیشن اوّل 1998ء، عالم الکتب بیروت)

پس یہ بدبختی جس کا آنحضرت ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔ جس کو میں نے شروع میں بیان کیا تھا اور جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں بھی کہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بتایا تھا۔ آپ نے وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:9) کی تشریح میں فرمایا تھا کہ اس اصرار کی وجہ سے پھر اس کو اس بات کے شر کا بدلہ ملتا ہے اور وہ رحمانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جریرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تبارک وتعالیٰ قل ادعوا اللہ وادعوا الرحمن)

پس آپس کے تعلقات میں صلہ رحمی کا خیال رکھنا چاہئے، دوستی کا خیال چاہئے، ہمسائیگی کا خیال رکھنا چاہئے، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے، رحم کے جذبات دل میں ہونے چاہئیں۔

لیکن یہاں ایک وضاحت کردوں کیونکہ عموماً اس مضمون پہ کوئی بات کروں تو اکثر ایسے لوگ جو سزا یافتہ ہیں ان کے خطوط آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ کہتے تو رحم کے بارے میں ہیں لیکن ہم پہ رحم نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام تعلقات میں ایک دوسرے کو رحم کی تلقین فرمائی ہے۔ اسی طرح عام معاملات میں عمومی صَرفِ نظر نظام جماعت کے لئے بھی ہے، خلیفۂ وقت کے لئے بھی ہے، لیکن جو لوگ کسی چیز پر اصرار کرنے والے ہوں، جس کا میں نے پہلے ذکر کر دیا۔ ان کو پھر اگر سزا مل جائے تو وہ سزا ہے، اس کو بھی لینا چاہئے۔

اب دیکھیں جب ایک جنگ میں بعض صحابہؓ صحت ہونے کے باوجود شامل نہیں ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے قطع تعلقی کر لی اور پھر ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا کہ اُن سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔ اُن میں سے ایک ایسے بھی تھے جن کی عمر زیادہ تھی لیکن اس سزا کی وجہ سے سارا دن روتے تھے اور بستر پر پڑے رہتے تھے اور اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ ان کی بیوی نے کہا کہ ان کی تو یہ حالت ہے۔ کیا مجھے اتنی اجازت ہے کہ میں کھانا وغیرہ پکا کر ان کو دے سکوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تو یہ حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آ گئی کہ چارپائی سے اٹھ نہیں سکتا۔ سارا دن استغفار پڑھ رہا ہے۔ روتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ معاف کرتا ہوں آپ کو۔ رحمۃ للعالمین تھے۔ رحم کا جذبہ تو اندر تھا لیکن ایک سزا تھی جو اصلاح کے لئے ضروری تھی۔ تو جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کا اعلان نہیں ہو گیا اس وقت تک انہوں نے سزا کاٹی۔ اس لئے سزا لینے والے جو لوگ ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان کو ویسے بھی یہ احساس کرنا چاہئے کہ بات پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ اگر غلطی کی ہے تو اس غلطی کا پھر مداوا ہونا چاہئے۔ پھر یہ نہیں ہے کہ اس پہ اصرار کرتے چلے جائیں۔ اور جب اصرار کریں گے تو بہر حال پھر تعزیر ہو گی اور جب تعزیر ہو جاتی ہے تو پھر اس پر یہ حوالے نہیں دینے چاہئیں کہ رحم کا سلوک ہونا چاہئے۔ سزا کی وجہ سے بعض دفعہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنا ہوتی ہے۔ تو جن کے حقوق مارے ہوتے ہیں وہ تو بہر حال ادا کرنے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ نظام جماعت کے تعلق میں بے قاعدگیاں ہوئی ہوتی ہیں اپنے بے قاعدگیوں کا جب تک مداوا نہ ہو جائے تو بہر حال ایک سزا تو ہے اور سزا اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں اور رحم میں ہر ایک کو فرق سمجھنا چاہئے۔ بہر حال یہ ضمناً بات آ گئی۔

پھر ہمیں نصیحت کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، زربی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بوڑھا آدمی نبی کریم ﷺ سے ملنے کے لئے آیا۔ لوگوں نے اسے جگہ دینے میں سستی سے کام لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی کتاب البر والصلۃ باب فی رحمۃ الصبیان)

تو جہاں بڑی مجلس ہو، جمعوں پہ، جلسوں پہ، گھروں میں بھی بعض دفعہ یہ ہوتا ہے۔ انصار اللہ کے اجتماع پہ بھی میں نے ایک دفعہ خدام اطفال کو کہا تھا جبکہ بڑی عمر کے لوگ کھڑے اور چھوٹی عمر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ان کو جگہ دینی چاہئے۔ تو یہ خُلق بھی ایسا ہے جو ہر احمدی میں، بچے میں، جوان میں، مرد میں، عورت میں نظر آنا چاہئے جس سے پھر ہم آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو جو ہم میں سے نہیں ہوگا وہ دعاؤں سے حصہ کیسے لے گا۔ تو آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے جو آپ نے امت کے لئے کیں، ہر ایک کو ہر عمل کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کے علاوہ پھر معاشرے میں بھی محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل جنت تین قسم کے ہیں ایسا حاکم جو انصاف پسند ہو، کثرت سے صدقات کرنے والا ہو، عقلمند ہو۔ اور ایسا آدمی جو رحم کرنے والا ہو، رشتے داروں اور مسلمانوں کے لئے نرم دل ہو اور پھر تیسری یہ چیز بتائی تھی کہ ایسا آدمی جو محتاج ہو مگر سوال نہ کرے اور صدقہ کرنے والا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 مسند عیاض بن حمار۔ حدیث نمبر 17623 ایڈیشن اوّل 1998ء، عالم الکتب بیروت)

ایک روایت میں آتا ہے۔ نعمانؓ بن بشیر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر فرمایا جو تھوڑے پر شکر ادا نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے اور اسے ترک کرنا ناشکری ہے۔ اور جماعت رحمت ہے اور علیحدگی عذاب ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 مسند نعمان بن بشیر۔ حدیث نمبر 19565 ایڈیشن اوّل 1998ء، عالم الکتب بیروت)

تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس ذریعہ سے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے والے بنے۔ تو اس شکر گزاری کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ایک زائد دروازہ ہم پر کھولا ہوا ہے، ہمیں اس تقاضے کو بھی پورا کرنا چاہئے جو انسانیت سے رحم کا تقاضا ہے اور وہ ہے دنیا کو اس پیغام کا پہنچانا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور پھر ان کے لئے دعائیں کرنا کہ اللہ تعالیٰ ان کو راستی پر رکھے، سیدھے راستے پر چلائے اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنوں کے ایک دوسرے سے محبت اور رحم کے جذبات کے معیار کیا ہونے چاہئیں اور آنحضرت ﷺ ہم سے اس بارے میں کیا توقع رکھتے ہیں، اس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تو مومنوں کو ان کے آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح پائے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم۔ حدیث نمبر 6011)

بیماری کی حالت میں ایک جسم کی جو یہ حالت ہے، وہی ایک مومن کی دوسرے مومن کے بارے میں ہونی چاہئے، بجائے نقصان پہنچانے کے، کسی کی تکلیف کا احساس نہ کرنے کے، تکلیف کا احساس کرنا چاہئے اور اس کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے۔

تو یہ اسلام کا معاشرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے صدقے اس رحمۃ للعالمین نے ہمارے اندر پیدا کرنے کی ہمیں نصیحت فرمائی ہے۔

اب دیکھیں جانوروں سے کس طرح کے سلوک کی آپؐ تلقین فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو رحم کرے خواہ کسی ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی ہو، اللہ قیامت کے دن اس کے ساتھ رحم کا سلوک فرمائے گا۔ (الأدب المفرد باب 176 رحمۃ البہائم حدیث 386)۔ جانور کو ذبح کرتے وقت بھی رحم کا تقاضا ہے کہ تیز چھری ہو، تکلیف نہ ہو۔ اور جلدی سے پھیری جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں بھیڑ کو جب ذبح کرتا ہوں تو میں اس پر رحم کرتا ہوں۔ جس پر آپؐ نے فرمایا اگر تو نے اس پر رحم کیا تو اللہ بھی تم سے رحم کا سلوک کرے گا۔ یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ کہی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 مسند معاویۃ بن قرۃ۔ حدیث نمبر 15677 ایڈیشن اوّل عالم الکتب بیروت)۔ جانوروں کے ساتھ رحم کے سلوک کی کتنی اہمیت ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سفر میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو ایک شخص نے ایک پرندے کے گھونسلے سے انڈے اٹھا لئے تو جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے آپؐ کے اوپر آ کر اس پرندے نے پھڑ پھڑانا شروع کر دیا۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں (صحابہ) سے پوچھا کہ کسی نے اس پرندے کے انڈے اٹھا لئے ہیں؟ انڈے اٹھا کے تکلیف دی ہے؟ تو ایک شخص نے کہا: ہاں یا رسول اللہ

!مَیں ہوں جس نے اس کا انڈا اٹھایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس پرندے کے ساتھ رحم کا سلوک کرتے ہوئے اس انڈے کو واپس رکھ دو۔ (الأدب المفرد باب 176 رحمة البهائم حديث 386)

پھر اسی طرح ایک اونٹنی کا قصہ آتا ہے۔ آپؐ نے اس کی آنکھوں میں ایسی چیز دیکھی جس پر آپؐ نے فرمایا: اس پر ضرورت سے زائد بوجھ لادا جاتا ہے۔ اس پر اس کے مالک کو منع کیا۔

تو جانوروں پر بھی رحم کا سلوک فرمانے کی آپؐ نے تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پھر اس وجہ سے تم سے رحم کا سلوک فرمائے گا۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بعض دفعہ لوگ آپ کا جو رحمۃ للعالمین کا مقام تھا اس کا خیال رکھے بغیر آپؐ سے بعض مطالبات کر دیتے تھے۔ مثلاً بد دعا کرنے کے لئے کہتے کہ فلاں کے لئے بد دعا کریں۔ تو آنحضرت ﷺ عموماً اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی اصرار کرتا تھا تو نہایت پیارے انداز میں نصیحت فرماتے تھے اور احساس دلا دیتے تھے اور پھر جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہو اس کے لئے دعا بھی کرتے تھے۔ اس کا ایک روایت میں ذکر ملتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے آزاد کردہ غلام میناء کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا۔ میرے خیال میں وہ قبیلہ قیس سے تھا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! حِمْیَر پر لعنت کریں۔ آپؐ نے اس سے اعراض کیا۔ پھر اس نے دوسری طرف سے آ کر یہی کہا۔ آپؐ نے پھر اس سے اعراض کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ حِمْیَر پر رحم کرے۔ ان کے منہ سلامتی ہیں اور ان کے ہاتھ لوگوں کے لئے کھانا مہیا کرنے والے ہیں اور وہ امن اور ایمان والے لوگ ہیں۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب فی فضل الیمن حدیث نمبر 3939)

تو دیکھیں کس خوبصورتی سے آپؐ نے اس آنے والے شخص کی اصلاح فرما دی۔ بجائے اس کے کہ کچھ کہتے، آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔ اس کو بھی بتا دیا کہ دعا کرو کیونکہ یہی نیکی ہے۔ اور یہی مومنوں کا آپس کا سلوک ہے۔ جس سے محبت پیار اور رحم کے جذبات میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ انسان کو انسان کی قدر ہوتی ہے۔

پھر ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دعا کی اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کا علم رکھنے والے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بندہ اور رسول ہے۔ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کر دیا تو وہ مجھے برائی کے قریب کر دے گا اور نیکی سے دُور کر دے گا اور مَیں صرف تیری رحمت پر ہی بھروسہ کر سکتا ہوں۔ پس تو میرے لئے اپنے پاس ایک وعدہ لکھ رکھ جسے تُو میرے لئے قیامت کے دن پورا کرے۔ یقیناً تُو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

جس شخص نے یہ دعا کی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ میرے بندے نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا پس اسے اس کے لئے پورا کر دو۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (مسند أحمد بن حنبل جلد 2 صفحه 95 مسند عبدالله بن مسعود. حديث نمبر 3916 ايڈيشن اوّل عالم الكتب ،بيروت)

تو یہ دعا، ایک عہد، اس طرف بھی توجہ دلانے والا ہے کہ اپنے نفس کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ کے فضل اور رحم کی جب بھیک مانگ رہا ہے تو ایسے اعمال کی طرف بھی عموماً توجہ رہنی چاہئے جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوں، اس کے بعد اگر کوئی کمیاں، خامیاں رہ جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے لیکن اصرار کر کے اگر کوئی صرف یہ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھیک مانگتا ہوں اور زور ظلموں پر ہو، اس کے حکموں سے پیچھے ہٹنے والا ہو تو یہ پھر اس زُمرہ میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ پہلے یہی کہا ہے کہ مَیں نفس کے سپرد نہ ہو جاؤں اور اگر یہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نیکیاں کرنے کی بھی توفیق ملتی چلی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دعا ہے وہ بھی پیش کرتا ہوں۔ خالد بن عمران روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے لئے دعائیں کئے بغیر مجلس سے کم ہی اٹھتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت یوں بانٹ جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔ (یہ دعا ہے کہ ایسی خشیت ہو جو نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔) اور ایسی اطاعت کی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے اور تُو ہمیں ایسا یقین عطا کر جس سے تُو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے اور تو ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہماری قوتوں سے تب تک فائدہ اٹھانے کی توفیق دے جب تک تُو ہمیں زندہ رکھے اور اسے ہمارا وارث بنا اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والے سے ہمارا انتقام لینے والا تُو ہی بن۔ اور ہم سے دشمنی رکھنے والے کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔ ہمارے مصائب ہمارے دین کی وجہ سے نہ ہوں اور دنیا کمانا ہی ہماری سب سے بڑی فکر اور ہمارے علم کا مقصود نہ ہو اور تُو ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب نمبر 82/79 حدیث نمبر 3502)

پس یہ دعا آج کل بھی احمدیوں کو بہت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر اُس ملک میں جہاں بھی بے رحم حاکم، احمدیوں کو اور اپنی رعایا کو ظلم کی چکی میں پیس رہے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ نجات دلائے اور آزادی سے ہر جگہ احمدی اپنے دین اور مذہب کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

اب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہونے والے چند واقعات اور آپ کی سیرت کے بعض حوالے جن میں صفت رحمانیت کا ذکر ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر لیا کرتے تھے جن کے بارے میں کوئی اور نہیں پوچھتا تھا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! نبوت کے معاملے میں آپؐ نے سب سے پہلے کیا چیز دیکھی؟ اس پر رسول اللہ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابوہریرہ! تُو نے اس وقت کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ میں صحرا میں دس سال اور چند ماہ کی عمر کا تھا۔ اوپر سے آواز آتے ہوئے مَیں کیا سنتا ہوں کہ ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے شخص نے کہا ہاں! پھر وہ میرے سامنے ایسے چہروں کے ساتھ آئے جنہیں مَیں نے مخلوق میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ایسی ارواح تھیں جنہیں مخلوق میں مَیں نے پہلے کبھی نہیں پایا تھا۔ اور ان کے کپڑے ایسے تھے جو مَیں نے پہلے کسی کے نہیں دیکھے تھے وہ چلتے ہوئے میری طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے مجھے ایک ایک بازو سے پکڑ لیا لیکن مَیں نے ان کی گرفت کا مس محسوس نہ کیا۔ اپنے بازو پر ان کی گرفت محسوس نہیں کی...... ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے سینے کو پھاڑ پھر ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اس کو اس طرح پھاڑا کہ مجھے نہ خون نظر آیا اور نہ ہی درد محسوس ہوا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کینہ اور حسد اس میں سے نکال دے۔ پھر ایک لوتھڑے جیسی چیز نکال کر اس نے دور پھینک دی۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب رافت اور رحمت کو اندر ڈال دے۔ تو اُس نے چاندی جیسی کوئی چیز نکالی، پھر میرے دائیں پاؤں کا انگوٹھا ہلاتے ہوئے اُس نے کہا کہ اٹھو اور سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ پھر مَیں واپس لوٹ آیا اس حال میں کہ ہر چھوٹے کے بارے میں میرے دل میں نرمی اور شفقت اور ہر بڑے کے لئے میرے دل میں رحم کے جذبات موجزن تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 7 مسند ابی بن کعب حديث نمبر 21581 ايڈيشن اوّل 1998ء، عالم الكتب ،بيروت) تو بچپن سے ہی اس کشفی نظارے سے آنحضرت ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے رحم کے جذبات بھر دیئے تھے۔ جو پھر آہستہ آہستہ مزید نکھرتے گئے اور نبوت کے بعد تو وہ کمال کو پہنچ گئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ گھر والوں سے رحم کا سلوک کرنے والا کبھی کوئی نہیں دیکھا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال حديث نمبر 5920)

پھر ایک روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! مشرکین کے لئے بد دعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔ (مَیں تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں)۔

(صحيح مسلم كتاب البر والصلة باب النهي عن لعن الدواب وغيرها حديث نمبر 6508)

جو پہلی مثال مَیں نے دی تھی، کہ کسی نے آ کر جب یہ کہا کہ فلاں پر لعنت کریں تو اس کا جو جواب آپؐ نے دیا تھا وہ ہم نے دیکھا کہ دعا دی۔ یہاں مشرکین پر لعنت کے لئے عرض کیا جا رہا ہے تو پھر بھی آپ فرما رہے ہیں کہ مَیں لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا۔

کاش کہ آج اُمّتِ مسلمہ بھی اس رحمۃ للعالمینؐ کے اسوہ کو اپنانے کی کوشش کرے اور لعنتوں اور پھٹکاروں سے اور لڑائیوں سے اور ظلموں سے بچتے ہوئے اور اپنی اصلاح کرتے ہوئے ہر ایک سے رحمت کا سلوک کرنے والی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی وارث بنے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو الدَّوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! دوس قبیلے نے اسلام کی دعوت

کا انکار کر دیا ہے اس لئے آپ ان کے خلاف بددعا کریں۔ کسی نے کہا اب تو دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس طرح دعا دی کہ اے اللہ! تو دوس قبیلے کو ہدایت دے اور ان کو لے آ‘‘۔ (بخاری کتاب الجهاد والسير باب الدعا للمشركين بالهى ليتألفهم حديث نمبر 2937) ہر ایک کے لئے آپ کا جذبہ رحم یہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اس کے سرہانے بیٹھ کر حال احوال پوچھا اور اسلام قبول کرنے کی تحریک فرمائی۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا ابو القاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور خوش خوش وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس آئے۔ سب تعریفیں اس اللہ جل شانہٗ کے لئے ہیں جس نے اسے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (بخاری كتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبى فمات ، هل يصلى عليه......)

آپ ﷺ جو رحم کے جذبہ سے سرشار تھے یہ برداشت نہ کر سکے کہ ایک شخص جو میری خدمت کرتا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آئے۔ اس مرتے ہوئے شخص نے مسلمانوں کی تعداد تو نہیں بڑھانی تھی، نہ کسی اور مقصد کے لئے اس کا استعمال ہونا تھا۔ جب تک یہ آپ کا خادم رہا، آپ تبلیغ ضرور کرتے رہے لیکن زور نہیں دیا۔ یہودی ہی رہا۔ جب مرنے لگا تو خالصتاً اس کی عاقبت سنوارنے کے لئے اسلام کا پیغام پہنچایا اور پھر قبول کرنے پر خوشی بھی محسوس کی۔ اب ہمارے جو معترضین ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اسلام سختی سے پھیلا، تلوار سے پھیلا اور آنحضرت ﷺ نے بھی اس کی تعلیم دی، وہ سوائے اس کے کہ اعتراض کرنے والے ہیں اور کچھ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بے شمار مثالیں ہیں جہاں کبھی بھی تشدد اور سختی کا ذکر نہیں ملتا۔ آپ کی محبت و شفقت سے ہی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ لیکن جب آنکھیں اندھی ہو جائیں، دلوں پر پردے پڑ جائیں تو لوگوں کا حال یہی ہوتا ہے۔

بچوں سے پیار کا آپ کا اسوہ کیا تھا؟ پہلے بھی میں بیان کر آیا ہوں۔ روایت میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور حسن کو دوسری ران پر اور ہم دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر دعا کرتے کہ اے اللہ! میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم کا سلوک فرما۔ (بخاری كتاب الادب باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته)

یہ تھیں چند مثالیں جو میں نے دیں۔ آپ نے اپنے ماننے والوں کو رحمٰن خدا کی پہچان کروائی، ان کو مختلف طریقوں سے توجہ دلائی کہ کس طرح رحمٰن خدا کا قرب حاصل کرو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لینے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا سلوک کرو۔ اپنے اُسوہ سے ایسے نمونے قائم فرمائے جس کو دیکھ کر ماننے والوں کو رحمٰن خدا کا صحیح فہم و ادراک حاصل ہوا۔ گویا جب رحمٰن خدا نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو آپؐ نے اپنی تعلیم سے بھی اور اپنے اسوہ سے بھی اس کا حق ادا کر دیا۔ اور صرف اس ایک صفت میں نہیں بلکہ باقی تمام صفات میں بھی آپؐ نے کمال حاصل کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر تھا کہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہ دے گا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپؐ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت کے ذریعے مجھے ڈھانپ لے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل. حدیث نمبر 6463)

دیکھیں وہ ذات جس کا اوڑھنا بچھونا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کا پیار حاصل کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بارے میں خود آپؐ سے قرآن کریم میں یہ اعلان کروایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163) کہ تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کے باوجود آپؐ فرما رہے ہیں کہ اللہ کی رحمت ہی مجھے ڈھانپے گی۔ آپؐ کی زندگی، موت، نمازیں تمام نیکیاں ہر چیز اس اعلیٰ مقام کی تھیں جن تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور جیسا کہ ہم نے دیکھا اللہ تعالیٰ خود گواہی دے رہا ہے۔ یہ وہ اعلیٰ مقام تھا جو آپؐ نے حاصل کیا۔ پھر بھی آپؐ یہی فرماتے ہیں کہ اگر مجھے نجات ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہو گی۔

پس رحمٰن خدا کے رحم کو جذب کرنے کے لئے اس کا فضل مانگنا انتہائی ضروری ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں دعائیں سکھائی ہیں جن کا ذکر آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ایک مومن کو اس کے حضور جھکانے والی اور اس کا رحم طلب کرنے والی ہونی چاہئے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منظوری ناظم دار القضاء قادیان

جملہ افراد جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مکرم مولوی زین الدین صاحب حامد استاذ جامعہ احمدیہ کی بطور ناظم دار القضاء منظوری عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو بہتر رنگ میں مفوضہ امور کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (مرزا وسیم احمد، ناظر اعلیٰ قادیان)

116واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 27-28-29 دسمبر 2007ء کو منعقد ہو گا

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 116ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 27-28-29 دسمبر 2007ء (بروز جمعرات، جمعہ۔ ہفتہ) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت:: جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 19ویں مجلس مشاورت سیدنا حضور انور کی منظوری سے مورخہ 30 دسمبر بروز اتوار منعقد ہو گی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

ضروری اعلان

بسلسلہ مقالہ نویسی منجانب مجلس انصار اللہ بھارت

امسال 2007ء کے لئے صدر خلافت جوبلی کمیٹی قادیان کی طرف سے ذیلی تنظیموں کے لئے مقالہ نویسی کا عنوان الگ سے مقرر کیا گیا ہے۔

مجلس انصار اللہ بھارت کے لئے ’’**اسلامی خلافت کا تصور، خلافت کی اہمیت و ضرورت**‘‘ عنوان مقرر کیا گیا ہے۔

لہٰذا اراکین مجلس انصار اللہ بھارت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ قبل ازیں مجلس کی طرف سے جو عنوان ’’خلافت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ رکھا گیا تھا اسے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔

تمام انصار کو تحریک کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اراکین اس مقالہ نویسی میں شامل ہوں۔

شرائط: مقالہ کم از کم پچاس ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔

- کھلا کھلا صاف اور خوش خط ہو اور کاغذ کے ایک طرف لکھا جائے۔
- مقالے صدر کمیٹی مقالہ جات مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد کے نام بھجوائے جائیں۔
- مقالہ بھجوانے کی آخری تاریخ 15 جولائی 2007ء ہے۔

نوٹ: اول دوم اور سوم آنے والے کو علی الترتیب 9000 ہزار روپے 7000 روپے اور 5000 روپے انعام صدر جوبلی کمیٹی کی طرف سے دیا جائے گا۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

2 and 3 Bed Rooms Flat
Independant House
All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Flat Available
Contact : Deco Builders
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph.040-27172202, 0924618281, 098491-28919

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

Renningen میں ورود مسعود اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب، Bensheim میں مسجد البشیر کا افتتاح، شویٹ سنگن محل اور قلعہ ہائیڈل برگ کی سیر۔

ذیلی تنظیموں مجلس انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم اور تفصیلی ہدایات۔

(جرمنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

قسط:3

(رپورٹ مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مبلغ سلسلہ۔شعبہ ریکارڈ۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔لندن)

مؤرخہ 23/دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

آج جرمنی کی جماعت سو مساجد سکیم کے تحت حضور انور کے دست مبارک سے ایک اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھوانے اور ایک مسجد کا باقاعدہ افتتاح کروانے کی سعادت پا رہی تھی۔

اس پروگرام کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح 10:10 پر باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے بعد قافلہ صوبہ Baden Wurttem berg کے شہر Weil der Stadt کیلئے روانہ ہوا، جہاں خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ Renningen جماعت کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضور انور کے ساتھ لندن سے آنے والے افراد کے علاوہ محترم امیر صاحب جرمنی، محترم مشنری انچارج صاحب جرمنی، محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی اور دیگر نیشنل عہدیدار قافلہ میں شامل تھے۔

آج کا سفر آٹوبان نمبر 5، 67، 6 اور 81 پر کیا گیا۔ سوا گیارہ بجے آٹو بان نمبر 6 پر Hockenheim نامی ریسٹ ہاؤس پر کچھ دیر کیلئے رکنے کے بعد قافلہ دوبارہ عازم سفر ہوا تو اسی آٹوبان پر مرمت کا کام ہونے کی وجہ سے پونے بارہ بجے کے قریب قافلہ کو قریباً پانچ کلومیٹر تک ٹریفک کے ہجوم کا سامنا کرنا پڑا۔ سڑک کی مرمت کے علاوہ ٹریفک کے اس ہجوم کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ جرمنی کے لوگ اپنی چھٹیاں گزارنے کیلئے سوئٹزرلینڈ، آسٹریا اور جرمنی کے پرفضا مقامات، جہاں Winter sports ہوتی ہیں کی طرف جا رہے تھے۔ ٹریفک کے اس ہجوم نے لندن کی موٹروے M25 کی یاد تازہ کروادی۔

اسی 6 نمبر آٹوبان پر ایک جگہ Hockenheim Ring Formula 1 نامی کار ریس سٹیڈیم واقع ہے جہاں کاروں کی عالمی کار ریس بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک جگہ پر ایٹمی پاور پلانٹ واقع ہے جہاں سے ملک کے کئی حصوں کو بجلی وغیرہ پہنچائی جاتی ہے۔

حسب معمول آج بھی صبح سے ہی سورج بادلوں کی چادر تانے ہوئے تھا تاہم ساڑھے بارہ بجے کے قریب اس نے کچھ دیر کیلئے اپنے چہرہ سے بادل کی اوٹ ہٹائی، یوں لگتا تھا کہ وہ بھی اس میر کارواں کی ایک جھلک کا مشتاق ہے جو خدا سے دور ہوتی قوم کے گھروں کے بیچوں بیچ خدا کے گھروں کی بنیاد رکھنے اور ان کا افتتاح کرنے نکلا ہوا ہے۔

آٹوبان پر ہی ایک جگہ قافلہ کو ڈیڑھ کلومیٹر لمبی ایک سرنگ سے بھی گزرنا پڑا، سرنگ پوری طرح روشن تھی اور جگہ جگہ ٹریفک سائن آویزاں تھے۔ اس سرنگ کے اوپر ایک پرانی اور تاریخی عمارت موجود ہے جسے نقصان پہنچائے بغیر اس کے نیچے سے سڑک نکال کر اپنا مقصد حاصل کیا گیا ہے۔

Renningen میں ورود مسعود اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب

بیت السبوح سے قریباً 235 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قافلہ دوپہر 1:15 بجے Renningen پہنچا تو بعض مرکزی عہدیداران، مبلغین کرام، ریجنل عہدیداران، مقامی صدر جماعت مکرم سلیم احمد صاحب صابر اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نے حضور کا استقبال کیا، ایک بچہ اور بچی نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ علاوہ ازیں اس جماعت کے مرد و زن اور بچے جو قریب کے تین شہروں Renningen، Weil der Stadt اور Leon Berg سے حضور انور کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے، لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے پر مشتمل چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لہراتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے اور بچے اور بچیاں خوش الحانی سے اھلاً و سھلاً و مرحبا، اے مسیحا نفس اے مہ دلبرا اور جی آیاں نوں جیسے اشعار اور فقرات پڑھ پڑھ کر اپنے آقا کا پرجوش استقبال کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر علاقہ کے میئر حضرات اور بعض دیگر معززین بھی موجود تھے۔

Renningen کا علاقہ Weil der Stadt نامی شہر میں ہے جو جرمنی کے معروف شہروں Stuttgart سے مغربی جانب پچیس کلومیٹر پر اور Pforzheim سے جنوب مشرقی جانب تیس کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔

Weil der Stadt ایک پرانا تاریخی شہر ہے جو تقریباً 600ء میں ایک گاؤں کی صورت میں آباد ہوا تھا۔ اس وقت اس شہر کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اس شہر کی ایک خاصیت یہ ہے کہ 1571ء میں جوہانز کیپلر نامی شخص اسی شہر میں پیدا ہوا جسے دنیا مشہور ریاضی دان اور سائنس دان کے طور پر جانتی ہے۔

مذکورہ بالا تین شہروں کی یہ جماعت 1991ء میں قائم ہوئی تھی اور اب تک اس جماعت کے ممبران کی تعداد 200 ہو چکی ہے۔ یہ جگہ جہاں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، ریلوے اسٹیشن سے دو منٹ کی پیدل مسافت پر واقع ہے، جبکہ سٹٹ گارٹ کا ریلوے اسٹیشن اور ائیرپورٹ ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ سفر کی سہولتیں میسر ہونے کی وجہ سے تینوں جماعتوں کے ممبران اپنے گھر سے بیس منٹ کے اندر اندر مسجد تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس مسجد کا کل رقبہ 1100 مربع میٹر ہے اور یہ مسجد اس صوبہ کی پہلی مسجد ہوگی۔

مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کیلئے مارکی لگا کر عارضی انتظام کیا گیا تھا۔ اسٹیج کے عقب میں ایک بینر آویزاں تھا جس پر سورۃ الجن کی آیت و ان المسٰجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا تحریر تھی۔ حضور انور جب اسٹیج پر تشریف لائے تو پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ مکرم شہزاد علی بٹ صاحب نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی۔ مکرم صباح الدین صاحب ضیاء نے ان آیات کا جرمن اور صدر جماعت مکرم سلیم احمد صابر صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور نے شہر کے میئر کو کچھ کہنے کی دعوت دی اور جب میئر اسٹیج پر آئے تو حضور انور نے انہیں مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ میئر نے اپنی تقریر میں حضور کی خدمت میں سلام اور خوش آمدید پیش کیا نیز صوبہ کے ممبر پارلیمنٹ کی طرف سے بھی سلام اور نیک تمناؤں کا تحفہ پیش کیا۔ میئر نے کہا کہ انہیں بہت خوشی ہوئی کہ حضور خود یہاں تشریف لائے ہیں اور یہاں جماعت کی مسجد کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ اس علاقہ کے احمدی بہت اچھے ہیں اور سوشل کاموں میں حصہ لیتے ہیں اس لئے شہر کی انتظامیہ کو بہت خوشی ہے کہ جماعت کو یہاں مسجد بنانے کیلئے جگہ ملی ہے۔ میئر نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ جب اس مسجد کے افتتاح کا وقت آئے تو حضور بنفس نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمائیں۔

محترم امیر صاحب جرمنی نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جرمنی کے دورہ کی دعوت کو قبول کرنے پر حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور پھر معززین شہر کو خوش آمدید کہا۔ مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کی کہ یہ مسجد اس صوبہ کی پہلی مسجد ہے اور اس جماعت کے افراد کی تعداد 200 ہے، جو دینی پروگراموں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ملکی سرگرمیوں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ دو سال قبل جب یہاں مسجد کیلئے ایک قطعہ زمین چن کر وہاں تعمیر کی درخواست دی گئی تو مقامی لوگوں نے جماعت کے بارہ میں عدم علم کی بناء پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مخالفت کی۔ بعد ازاں جب جماعت نے تمام جگہوں پر اپنا تعارف کروایا نیز مقامی میئر نے اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے جرأت اور حوصلے کے ساتھ ہمارا ساتھ دیا تو جماعت کو یہ قطعہ زمین جو پہلے سے کہیں بہتر ہے مل گیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر کا تفصیلی پلان بیان کرتے ہوئے بتایا کہ 2007ء کے آخر یا 2008ء کے شروع تک انشاء اللہ اس مسجد کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انسانیت کی سچی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ نیز شہر کی خوشحالی اور امن کیلئے ہم حضور کی خدمت میں دعا کے خواستگار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا الحمد للہ کہ آپ کو یہاں مسجد بنانے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی تو ہر احمدی جو یہ یقین رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے احیاء کیلئے تشریف لائے

تھے اور اس لئے آئے تھے کہ اللہ اور بندے کا تعلق مضبوط ہو، وہ اس مسجد کو حضور علیہ السلام کی آمد کے اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے عملی کوشش کرے گا اور یہ مسجد پانچوں نمازوں کی ادائیگی کیلئے کھلی رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو عام تاثر ہے کہ اسلام سختی کا مذہب ہے اور جبر سے پھیلا ہے، اس کے برعکس میئر صاحب سے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ جماعت امن پسند ہے اور یہ کہ یہاں کے احمدی اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کے متعلق اچھا تاثر پایا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ امیر صاحب نے جو کہا تھا کہ کچھ مخالفت ہوئی تھی وہ بھی انشاء اللہ مسجد کی تعمیر کے بعد ختم ہو جائے گی کیونکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو جماعت کے بارہ میں علم ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ جب مسجد بن جائے گی اور لوگوں کے ذہنوں سے غلط خیالات دور ہو جائیں گے تو میئر صاحب ہمیں 15000 مربع میٹر جگہ بھی یہاں مہیا کر دیں گے۔ اب آپ کا کام ہے کہ آپ کس طرح اس کام کو سرانجام دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اسلام کی صحیح تعلیمات اپنانے والے ہوں اور نیک نمونہ پیدا کرنے والے ہوں۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضور انور نے میئر صاحبان اور دیگر معززین کا شکریہ ادا فرمایا کہ وہ لوگ اس تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لائے۔

اس مختصر پروگرام کے بعد پونے دو بجے سہ پہر مسجد کی باقاعدہ بنیاد رکھنے کی کارروائی شروع ہوئی اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کے ساتھ مسجد کی بنیاد میں پہلی اینٹ ثبت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا نے اینٹ رکھی اور پھر علی الترتیب مکرم امیر صاحب، مکرم مشنری انچارج صاحب، مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، مکرم نائب ایڈیشنل وکیل المال صاحب اور جماعت کے مختلف عہدیداران جن میں ریجنل مبلغ، نیشنل عاملہ کے بعض ممبران، مقامی صدر اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے نیشنل اور لوکل عہدیداران، اسی طرح اس علاقہ کے میئر صاحبان اور بعض معززین شہر نے اینٹیں رکھیں۔

بنیادی اینٹیں ثبت فرمانے کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی اور روانگی سے قبل مکرم امیر صاحب جرمنی کی درخواست پر میئر صاحبان اور معززین میں سے پانچ افراد کو حضور انور نے مسجد کی فریم شدہ تصویر پر مشتمل شیلڈ بطور تحفہ عطا فرمائی۔

دو بجے بعد دوپہر یہاں سے روانگی ہوئی اور سوا دو بجے قافلہ Weil der Stadt میں حاصل کردہ ہال میں پہنچا۔ اڑھائی بجے حضور انور نے اسی علاقہ میں کونسل کے سٹی ہال میں نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جماعت جرمنی کی طرف سے دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔

3:50 پر حضور انور ہال سے ملحقہ گیسٹ ہاؤس سے باہر تشریف لائے تو ڈیوٹی پر موجود مقامی عہدیداران اور خدام کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا اور دعا کے بعد 3:55 پر قافلہ Bensheim کیلئے روانہ ہوا جہاں حضور انور نے نئی تعمیر ہونے والی مسجد بشیر کا افتتاح فرمایا۔ Weil der Stadt سے گزرتے ہوئے ایک سڑک پر موجود جرمن نوجوان لڑکوں، لڑکیوں اور بچوں نے قافلہ کی گاڑیوں کو بے ساختہ ہاتھ ہلا کر الوداع کیا، نیز بعض گھروں کے مکینوں نے اپنے دروازوں میں کھڑے ہو کر خدا کے گھروں کی تعمیر کیلئے نکلنے والے اس مقدس قافلہ کا نظارہ کیا۔ روانگی کے وقت اس علاقہ کا درجہ حرارت منفی ایک تھا۔

Bensheim میں مسجد بشیر کا افتتاح

آٹو بان 81 اور 5 پر قریباً 130 کلومیٹر کا سفر طے کر کے قافلہ 5:35 پر Bensheim کی مسجد بشیر کے احاطہ میں پہنچا تو مسجد رنگارنگ کی لائٹنگ سے جگمگا رہی تھی، مسجد کے مین دروازہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی الہام "انی معک یا مسرور" بجلی کے نہایت خوبصورت قمقموں کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ اس الہام کے اوپر جرمن ترجمہ کے ساتھ لکھا ہوا کلمہ طیبہ ناظرین کے دلوں کو مسرور کر رہا تھا۔

حضور انور کے گاڑی سے باہر تشریف لانے پر بعض مرکزی عہدیداران، مبلغین کرام، ریجنل عہدیداران، مقامی صدر جماعت مکرم حمید احمد صاحب خالد اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران نے حضور کا استقبال کیا، ایک بچہ اور بچی نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔ علاوہ ازیں اس جماعت کے مرد وزن اور بچے جو حضور انور کے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے، لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے کے طرز کی چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں لہراتے ہوئے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے تھے اور اور بچے اور بچیاں خوش الحانی سے اھلا و سھلا و مرحبا، حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی، علیک الصلوۃ علیک السلام، ہمارا خلافت پہ ایمان ہے، دین احمد کا جو آج سالار ہے، درود شریف اور جی آیاں نوں جیسے اشعار اور فقرات پڑھ کر اپنے آقا کا پرجوش استقبال کر رہے تھے۔

Bensheim ضلع Bergstrasse (یعنی پہاڑوں کی شاہراہ) کا سب سے بڑا شہر ہے اور جرمنی کے گرم ترین علاقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ تیرھویں صدی میں اسے باقاعدہ شہر کا درجہ ملا۔ اس پر مختلف وقتوں میں سویڈن اور فرانس کی بادشاہتیں بھی قابض رہیں اور 1803 میں یہ جرمن حکمرانوں کے زیر نگیں آ گیا۔

اس وقت اس شہر کے نو حصے ہیں اور اس کی آبادی چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ شہر فرینکفرٹ سے بطرف جنوب 55 کلومیٹر، ہائیڈل برگ سے بجانب شمال 30 کلومیٹر اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے جانے پہچانے شہر من ہائم سے شمال مشرق کی سمت 35 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جہاں سے پہاڑوں کا ایک نہایت خوبصورت سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق 1985ء میں یہاں پہلے احمدی کا ورود ہوا۔ چند سال قبل جماعت Heppenheim کیلئے اس شہر میں کرایہ کی ایک عمارت میں نماز سنٹر قائم کیا گیا۔ 2004ء میں اس جماعت کیلئے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کوشش کی گئی اور اسلام کی مخالف Frau Schroeter نامی ایک خاتون کی مخالفت کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس شہر میں جماعت احمدیہ کو مسجد بنانے کیلئے ایک ہزار مربع میٹر کا پلاٹ عطا فرمایا۔ 25/اگست 2005ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ یکم جولائی 2006ء سے Pfungstadt، Heppenheim اور Lemperthaim کے حلقوں کو ملا کر Bensheim کے نام سے نئی لوکل امارت قائم کی گئی۔ اس وقت اس لوکل امارت کی تجنید 430 اور چندہ دہندگان کی تعداد 125 ہے جبکہ اس امارت میں 30 موصی مرد و خواتین ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25/اگست 2005ء کو اپنے دست مبارک سے جس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا، اس مسجد بشیر میں آج شام ساڑھے چھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء پڑھا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور کی اجازت سے افتتاح کی رسمی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ فرید احمد صاحب خالد نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی اور مکرم نعیم احمد صاحب نیر نے ان آیات کا اردو ترجمہ جبکہ مکرم علی جمال حبیب نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے سب سے پہلے حضور انور کی تشریف آوری پر حضور کی خدمت میں شکریہ کے جذبات پیش کرتے ہوئے مسجد کا مختصر تعارف ان الفاظ میں کروایا کہ سو مساجد کی سکیم میں یہ مسجد گیارھویں نمبر پر ہے اور اس مسجد کا تعمیری رقبہ 200 مربع میٹر ہے۔ جرمنی کی یہ پہلی مسجد ہے جو سر دست بغیر مینار کے ہے لیکن مینار کی تعمیر کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور امید ہے کہ کچھ عرصہ تک مل جائے گی۔ کچھ عرصہ سے لوگوں کے ذہنوں میں اپنے تحفظات کیلئے اسلام کے خلاف ایک خوف پیدا ہوا ہے، جس کو اسلام دشمن سیاست دان سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں، اس میں جماعت احمدیہ کو شدید اور منظم مخالفت کا سامنا ہے۔ حضور انور کے گزشتہ خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے کہا کہ جیسا کہ حضور انور نے فرمایا ہے کہ جرمن قوم محنتی اور باعمل لوگ ہیں۔ جب ان لوگوں کو سمجھایا جائے اور حقیقت سے انہیں آگاہ کیا جائے تو یہ بخوشی اسے قبول کرتے ہیں اور پھر مضبوط تعلق قائم کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ ہماری مساجد میں آتے، ملتے اور لٹریچر حاصل کرتے ہیں تو ان کی اکثریت حقیقت کو سمجھ جاتی ہے۔ پس حضور انور کی خدمت اقدس میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین طریق پر اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو بھی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مسجد جو خدا تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے، ہم میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کی تعمیر کیوں کی جاتی ہے، اس کے کیا مقاصد ہوتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا جو آیات ابھی تلاوت کی گئی ہیں وہ بھی آپ نے سن لی ہیں کہ خدا کے گھر کی تعمیر میں کیا روح کارفرما ہونی چاہئے۔ پس وہ روح مسجد بنانے والی جماعت کے ہر فرد کے دل میں ہونی چاہئے۔ ان لوگوں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اس کام کیلئے بہت قربانیاں دیں اس کے باوجود ان کی صدا یہی تھی کہ اے ہمارے رب تو ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمالے۔

حضور انور نے افراد جماعت کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد بنانے سے آپ کا کام ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے یہ عمارت بنا کر دنیا والوں کو بتایا ہے کہ ہم جسے خدا کا گھر کہتے ہیں وہ ایسا ہوتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں عبادت کیلئے سب اکٹھے ہوتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم نیک جذبات اور قربانی کے جذبات کے ساتھ جمع ہوتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم پیار و محبت کا پیغام سب دنیا کو پہنچاتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں امن اور آشتی قائم فرما اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم آپ کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور انور نے ایک شعر کے حوالہ سے فرمایا کہ احمدی کا مسکن تو پانی نہیں وہ تو امن اور محبت کا خدائی پیغام پہنچانے کیلئے یہ عمارتیں قائم کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میں اس مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو دیکھا کہ اس کا کوئی مینار نہیں ہے، امیر صاحب نے اس کی وجہ بیان کی ہے، لیکن مینار بھی ہونا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مینار کا ایک خاص تعلق قرار دیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ صرف مینار بنانے سے کام ختم نہیں ہو جاتا، مسجد نبوی جو ایک چھپر کی صورت میں بنائی گئی تھی، اس کا تو کوئی مینار نہیں تھا لیکن صحابہ ؓ نے اس مسجد کی تعمیر میں اخلاص و وفا کے وہ نمونے قائم کئے جن کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ پس اپنے دلوں میں مینارے بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے کہ آپ اپنے دلوں کو ٹٹولتے ہوئے، تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے دنیا کو مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو بتا دیں کہ ہم اس مسیح موعود کو ماننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے اور تقویٰ شعار لوگوں سے اسے بھر دے۔

بعد ازاں حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور کچھ دیر کیلئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضور انور نے مسجد کے صحن میں

اخروٹ کا ایک پودا لگایا۔ لوکل امارت کی درخواست پر حضور انور کی اجازت سے لوکل عاملہ کے ممبران اور مسجد کی تعمیر میں مثالی وقار عمل کرنے والے احباب کے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو ہوئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت مقامی جماعت کے تمام افراد کو شرف مصافحہ بخشا اور مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے والے تمام بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور ساڑھے سات بجے قافلہ وہاں سے فرینکفرٹ کیلئے واپس روانہ ہوا۔

مسجد بشیر جس کا آج حضور انور نے افتتاح فرمایا دو منزلہ عمارت پر مبنی ہے، اس کی گراؤنڈ فلور پر خواتین کیلئے نماز ہال، لجنہ اماء اللہ کا دفتر، کچن اور لیڈیز واش روم ہیں جبکہ فرسٹ فلور پر مسجد کا ہال، لوکل امیر صاحب کا دفتر، گیسٹ روم اور واش روم ہیں۔ اس مسجد میں ساڑھے تین سو مردوزن کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کے باہر ایک کھلا صحن اور کار پارکنگ موجود ہے۔

آٹو بان نمبر 5 اور 661 سے ہوتے ہوئے قافلہ کے رات 8:10 بجے بیت السبوح پہنچنے پر حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مورخہ 24 دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

جرمنی کی جماعت نے دو تاریخی جگہوں کی سیر کا پروگرام حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا جسے حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔ چنانچہ آج Schloss Schwetzingen (شویٹ سنگن محل) نامی مشہور باغ اور ہائیڈل برگ کے تاریخی قلعہ کی سیر کا پروگرام تھا۔

قارئین کی دلچسپی کیلئے یہ بھی بتاتا چلوں کہ زمانہ قبل مسیح میں معرض وجود میں آنے والے اس ملک جرمنی میں بیسویں صدی تک کئی قبائل، بادشاہتیں اور حکومتیں برسر اقتدار رہیں اور اس سرزمین پر متعدد جنگیں لڑی گئیں۔ مختلف ادوار میں عنان حکومت سنبھالنے والے قبائل، بادشاہوں اور حکمرانوں نے اپنی حفاظت کیلئے یہاں کئی چھاؤنیاں اور قلعے تعمیر کئے۔ زمانہ قبل مسیح میں جرمن قبائل کو پہلے Celtic (کیلٹک) قبائل کا اور پھر رومن قبائل کا سامنا رہا۔ اسی دوران جرمن اور رومن قبائل کے مابین Battle Of The Teutoburg Forest (ٹوئٹے برگ جنگل کی جنگ) کے نام سے ایک بڑا معرکہ ہوا، جس میں رومن قبائل کے تقریباً بیس ہزار جنگجو مارے گئے، صرف چار ہزار سپاہی اپنی جان بچا کر بھاگ سکے، رومن افسروں نے اس شکست کی ذلت کی بناء پر خودکشی کر لی۔ اس جنگ میں جرمن قبائل کی قیادت کرنے والا Hermann (ہرمن) جرمنی کا مشہور ہیرو مانا جاتا ہے۔

1517ء میں ایک راہب Martin Luther (مارٹن لوتھر) نے مذہبی لحاظ سے برسر اقتدار کیتھولک چرچ کے خلاف تحریک چلائی اور Protestant Reformation (پروٹسٹنٹ اصلاحات) کی بنیاد ڈالی، جس کے نتیجہ میں جرمنی میں تیس سال تک خانہ جنگی جاری رہی اور اس میں یورپ کی تمام بڑی طاقتوں نے بھرپور حصہ لیا اور جرمنی کا ملک جسے The Holy Roman Empire Of The German Nation (جرمن اقوام کی مقدس رومی بادشاہت) کے نام سے متحد کیا گیا تھا، چھوٹی چھوٹی 80 ریاستوں میں بٹ گیا۔ 1848ء میں جرمنی کو متحد کرنے کیلئے مختلف جرمن ریاستوں میں انقلاب کی تحریک چلائی گئی اور سب سے زیادہ طاقتور ریاست Prussia (پروشیا) کے بادشاہ کی ڈنمارک، آسٹریا اور فرانس کے ساتھ کامیاب جنگوں کے بعد 1871ء میں متحدہ جرمن ریاست وجود میں آئی، Prussia (پروشیا) کا بادشاہ Wilhelm I (ولہلم اوّل) اس متحدہ ریاست کا شہنشاہ بنا۔ اس نے برلن کو اس متحدہ ریاست کا دارالحکومت بنایا اور Otto von Bismarck (اٹو فون بسمارک) کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ Bismarck (بسمارک) ایک بیدار مغز اور سیاست کے داؤ پیچ سے آگاہی رکھنے والا انسان تھا، چنانچہ اس کی کوششوں سے یہ متحدہ ریاست زیادہ مستحکم اور مضبوط ہوئی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یورپ کے جن عمائدین کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے تبلیغی خطوط تحریر فرمائے ان میں Bismarck (بسمارک) بھی شامل تھا۔

پہلی جنگ عظیم میں جرمنی اور اس کے اتحادیوں کی شکست کے بعد جرمنی میں انقلاب آیا، 1919ء میں یہاں بادشاہت کا اختتام ہو گیا اور جمہوریت قائم کردی گئی۔ 1933ء میں اس ملک پر نازیوں کا اقتدار قائم ہوا اور دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر اور اس کے اتحادیوں کی شکست فاش کے بعد جرمنی کو مشرقی اور مغربی دو حصوں میں منقسم کر دیا گیا۔ 1989ء میں دیوار برلن کو گرا کر جرمنی کے دونوں حصوں کو ایک دفعہ پھر متحد کر دیا گیا۔

شویٹ سنگن محل کی سیر

Schwetzingen (شویٹ سنگن) کے باغ اور ہائیڈل برگ کے قلعہ کی سیر کیلئے حضور انور 10:20 بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کے بعد بیت السبوح سے قریباً 95 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع Schwetzingen (شویٹ سنگن) نامی شہر کی طرف روانگی ہوئے۔ آٹو بان نمبر 5 اور 6 پر پچاس منٹ کی مسافت طے کرنے کے بعد قافلہ جب آٹو بان نمبر 6 سے اتر کر شہر میں داخل ہوا تو شہر کی انتظامیہ کی طرف سے پولیس کی دو گاڑیوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قافلہ کو Escort (اسکارٹ) کرنا شروع کیا اور جب تک حضور انور اس باغ میں موجود رہے سادہ لباس میں پولیس کے آدمی باغ کے مختلف حصوں میں ڈیوٹی پر مامور رہے۔

پولیس Escort (اسکارٹ) میں حضور انور کا قافلہ 11:25 پر جب مذکورہ باغ میں پہنچا تو آثار قدیمہ کی ماہر Dr. Elisabeth Sudkamp (ڈاکٹر ایلزبیتھ زوڈ کمپ) بطور گائیڈ نیز باغ کی ڈائریکٹر کی نمائندہ حضور انور کے استقبال کیلئے گیٹ پر موجود تھیں۔ ڈائریکٹر کی نمائندہ نے اس باغ کی تصاویر اور معلومات پر مبنی ایک کتاب حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کی۔

Schomberg (شوم برگ) نامی خاندان نے 1350ء میں اس Schloss Schwetzingen (شویٹ سنگن محل) کی عمارت کے ایک حصہ کی تعمیر کی، 1658ء سے 1799ء تک مختلف بادشاہ اور حکمران اس کے باغ والے حصہ میں اضافہ کرتے رہے اور اس میں مختلف عمارتیں تعمیر کرتے رہے، اسی عرصہ میں بادشاہوں کی رہائش کیلئے ایک الگ قلعہ بھی تعمیر کیا گیا۔ اس باغ کے عرف عام میں تین الگ الگ نام انگلش گارڈن، فرنچ گارڈن اور ترک گارڈن بھی ہیں۔

باغ میں موجود قلعہ کو بادشاہ گرمیوں میں رہائش کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ قلعہ میں کمرہ در کمرہ کئی کمرے ہیں۔ آغاز میں بادشاہ کے ملازموں کا کمرہ ہے، جس میں عام قسم کا فرنیچر رکھا گیا ہے اور اسے عام قسم کے سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔ پھر بادشاہ کی عام ملاقات کا کمرہ ہے، اس میں نسبتاً بہتر سامان استعمال ہوا ہے، پھر بادشاہ کے خاص قسم کے مہمانوں کی ملاقات کا کمرہ ہے، جسے مزید بہتر قسم کے سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ کا اپنا کمرہ ہے جس کے ساتھ لیٹرین کی سہولت بھی موجود ہے، پھر ایک طرف بادشاہ کی ملکہ کا کمرہ ہے، جس کے ساتھ ڈریسنگ روم بھی ہے، بادشاہ اور ملکہ کے کمروں کے ایک طرف مختلف کھیلوں شطرنج اور تاش وغیرہ کے کمرے ہیں اور دوسری طرف کافی روم، کھانے کا کمرہ اور برتن وغیرہ رکھنے کا سٹور موجود ہے۔ بادشاہ اور ملکہ کے کمروں کی خاص قسم کے سامان سے آرائش و زیبائش کی گئی ہے اور ان میں بادشاہ اور اس کی بیویوں کی تصاویر آویزاں ہیں نیز ان میں بادشاہ اور ملکہ سے تعلق رکھنے والی کئی یادگار اشیاء بھی رکھی گئی ہیں۔

چھٹیوں کی وجہ سے باغ کا قلعہ والا حصہ بند تھا لیکن جرمنی جماعت نے باغ اور قلعہ کو دیکھنے کی اجازت حاصل کرنے کیلئے جب انتظامیہ سے ملاقات کی اور انہیں جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے بارہ میں بتایا تو انتظامیہ نے نہ صرف یہ کہ حضور انور کیلئے خاص طور پر قلعہ کھولنے کو اپنے لئے باعث سعادت خیال کیا بلکہ اس شہر کی انتظامیہ نے از خود قافلہ کیلئے پولیس Escort (اسکارٹ) اور باغ کے اندر سادہ لباس میں پولیس والوں کی ڈیوٹی کا انتظام بھی کیا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء۔

بڑے بڑے ہالز پر مشتمل عمارت کے سامنے باغ والے حصہ میں مختلف قسم کے پھولوں اور باڑوں کے بڑے بڑے لان ہیں، جن کے بیچوں بیچ فواروں والے کئی تالاب ہیں نیز انہی لانز کے ساتھ ساتھ بڑے درختوں کی کئی قطاریں ہیں۔ لانز اور تالابوں کے اندر خوبصورتی کیلئے مختلف قسم کے مجسمے اور آرائش کی اشیاء رکھی گئی ہیں، جنہیں موسم سرما کی شدت اور برف باری سے محفوظ رکھنے کیلئے لکڑی کے بڑے بڑے ڈبوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ سردی کی شدت کے باعث تمام پودے اور درخت سرسبز چادر سے عاری تھے لیکن ان کی بھی اپنی خوبصورتی تھی تاہم گرمیوں میں جب یہ درخت اور پودے سرسبز لباس زیب تن کر لیتے ہیں تو ان کے بیچوں بیچ پانی سے بھرے تالاب اور بلندی کی طرف اٹھتے ہوئے فوارے عجیب سرور دیتے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔

باغ کے ایک حصہ میں بڑی بڑی باڑوں سے گھرے، ہفت اطراف نکلتے راستے بھول بھلیاں معلوم ہوتے ہیں۔ باغ کے اس حصہ سے آگے لوہے کی سلاخوں سے ایک گول جنگلہ بنا ہوا ہے، جس کے اوپر لوہے سے ہی مختلف شکلوں کے جانور بنے ہوئے ہیں۔ موسم گرما میں یہ جنگلہ مختلف قسم کی بیلوں سے ڈھک جاتا ہے، ان جانوروں کے منہ سے پانی کے فوارے نکلتے ہیں اور یہ گول جنگلہ کھلے باتھ روم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس گول جنگلے کے ایک طرف لمبی گلی نکالی گئی ہے، جس کے آخر پر ایک خیالی پینٹنگ اس طریق پر لگائی گئی ہے کہ پینٹنگ سے بالکل پہلے گلی کے کچھ حصہ کو بند اور اس پر چھت ڈال کر اندھیرا کیا گیا ہے اور پینٹنگ کے عین سامنے سے ٹیڑھے میڑھے انداز میں دیوار کو توڑ کر پینٹنگ دکھائی گئی ہے جو باہر کی روشنی میں خوب واضح دکھائی دیتی ہے۔ اس جگہ کو End of the world (دنیا کا اختتام) کہا جاتا ہے۔ حضور انور نے اس پینٹنگ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ Three Dimensional (سہ جہتی) تصویر لگتی ہے۔ باغ میں ایک چھوٹی سی نہر باغ کے مختلف اطراف میں گھومتی ہے، جس میں کہیں کہیں مرغابیاں اس ٹھنڈے پانی سے لطف اندوز ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔

1780ء میں اس علاقہ کے حکمران Karl Theodor von Pfalz (کارل تھیوڈور فون فالز) نے اس باغ میں مختلف مذاہب کے معابد تعمیر کروائے جس کے تحت اس نے ترک باغ کی ایک جانب Barock (بیروک) طرز تعمیر کی نہایت خوبصورت مسجد بھی تعمیر کروائی، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس طرز تعمیر کی دنیا میں یہ واحد مسجد ہے۔ مسجد کے بڑے دروازے پر لا الہ الا اللہ اور مسجد کی مختلف جگہوں پر سورۃ الاخلاص اور سبحان اللہ و بحمدہ و تبارک اسمک و لا الہ غیرک، سبح بحمد اللہ و

استغفرہ انہ کان توابا اور انفقوا من قبل ان یاتیک الموت جیسے عربی کلمات کندہ ہیں۔ان تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو لکھنے والا عربی سے نابلد تھا کیونکہ ان میں کئی جگہ الفاظ کی کمی بیشی نظر آتی ہے۔

مسجد کے سامنے پہنچ کر گائیڈ نے حضور انور سے عرض کی کہ کیا آپ ان تحریرات کو پڑھ سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہاں یہ لکھا ہے سبحان اللہ و بحمدہ۔حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا نے اس گائیڈ سے کہا کہ یہاں ایک جگہ لا الہ الااللہ بھی لکھا ہے، کیا تمہیں علم ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ گائیڈ کے نفی میں جواب دینے پر آپ نے اسے اس کا مطلب بتایا۔ بعد میں حضور انور نے پوری وضاحت سے اس فقرہ کا مطلب گائیڈ کو سمجھایا۔

اس مسجد میں تعمیر کا کام ہونے کی وجہ سے چونکہ یہاں نمازیں نہیں پڑھی جاسکتی تھیں، لہٰذا اس حصہ سے واپس آکر حضور انور نے 1:30 بجے اسی باغ کے ایک ہال میں نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔

نمازوں سے فارغ ہو کر پونے دو بجے قافلہ باغ سے نکل کر قریب ہی گوا نامی ایک انڈین ریسٹورنٹ پہنچا، جس کے ڈائننگ ہال میں جماعت جرمنی نے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا اور یہ کھانا ہائیڈل برگ جماعت کے سیکرٹری ضیافت مکرم ضیاء اللہ صاحب نے تیار کروایا تھا۔

ریسٹورنٹ سے روانہ ہوتے وقت حضور انور نے ریسٹورنٹ کے مالک منوندر سنگھ ڈھلوں کو مصافحہ کا شرف بخشا اور اس سے کچھ دیر گفتگو فرمائی۔ اس کے بتانے پر کہ وہ امرتسر سے تعلق رکھتا ہے، حضور انور نے فرمایا کہ پھر تو آپ ہم قادیان والوں کے ہمسائے ہیں۔

قلعہ ہائیڈل برگ کی سیر

پونے چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ ہائیڈل برگ پہنچا، جہاں سے اس شہر کے نام کی مناسبت سے ہائیڈل برگ نامی قلعہ کی سیر کا آغاز ہوا۔ یہ قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہے Kurfurst Ruprecht III (نواب رُپ ریخت سوم) نامی بادشاہ نے 1398ء سے 1410ء کے عرصہ میں بنوایا تھا۔ مختلف جنگوں میں متعدد بار یہ قلعہ تباہ ہوا اور مختلف وقتوں میں اس کی مرمت ہوئی اور اس میں اضافے ہوتے رہے۔

اس قلعہ کی سیر میں بھی Dr. Elisabeth Sudkamp (ڈاکٹر ایلزبیتھ زودکمپ) بطور گائیڈ قافلہ کے ہمراہ تھیں۔ قلعہ کے زیریں حصہ میں ایک بہت بڑا شراب خانہ ہوا کرتا تھا، جس میں اب بھی لکڑی کے بڑے بڑے ڈرم موجود ہیں، سب سے بڑے ڈرم میں 221726 لیٹر شراب کو ذخیرہ کیا جا سکتا تھا۔ اس شراب خانہ کے عین اوپر ایک بڑا ہال موجود ہے، جس کی دیواروں پر بادشاہوں کی تصاویر آویزاں ہیں نیز سامنے کی طرف ایک سٹیج موجود ہے۔ سٹیج کے عقب میں ہینڈ پمپ کی قسم کی بڑی سی نَل موجود ہے، جس کے ذریعہ تقریبات کے دوران نچلی منزل سے اوپر ہال میں شراب پہنچائی جاتی تھی۔ شراب کا اتنا بڑا ذخیرہ دیکھ کر مکرم امیر صاحب جرمنی نے بے اختیار ایک جرمن شاعر کا یہ شعر پڑھا جس کا مطلب ہے کہ "کیا ہی اچھا ہوا اگر دریائے رائن (جو جرمنی کا سب سے بڑا دریا ہے) وائن (شراب) سے بھرا ہوا ہو۔" کاش کہ یہ لوگ اس لعنت کو چھوڑ دیں۔

اس تین منزلہ قلعہ کا ایک حصہ مرمت کے بعد ٹھیک ٹھاک کر لیا گیا ہے جبکہ باقی حصہ کی صرف سامنے کی دیوار ٹھیک کی گئی ہے باقی حصہ اسی طرح تباہی کا ہی شکار ہے۔ قلعہ کی چھتوں سے گہرائی میں بہتا دریا Necker (نیکر) اور اس کے ارد گرد ہائیڈل برگ کا شہر نظر آتا ہے۔

قلعہ کی عمارت میں داخل ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گائیڈ سے فرمایا کہ آپ نے کہا تھا کہ قلعہ دو بجے بند ہو جاتا ہے۔ اس پر گائیڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن آپ کیلئے بند نہیں ہوگا۔ قلعہ کے اندر پہلی منزل کے ایک ہال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی سی خیالی تصویر آویزاں کر کے اسے Chapel (چیپل) یعنی چھوٹی عبادتگاہ بنایا گیا ہے۔

اسی ہال کمرہ کے ایک کونہ سے گول سیڑھیاں اوپر جاتی ہیں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی یہاں سے اوپر تشریف لے گئے۔ اوپر بھی بڑے بڑے ہال کمرے موجود ہیں جن میں لکڑی کا فرنیچر، فانوس، پرانے بادشاہوں کے مجسمے اور دیواروں پر پورٹریٹ آویزاں ہیں۔ ایک پورٹریٹ کے بارہ میں گائیڈ نے بتایا کہ یہ جس بادشاہ کا پورٹریٹ ہے، جب وہ بادشاہ بنا تو اس کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی، لیکن اس کی تصویر میں اسے بڑا کر کے اس لئے دکھایا گیا ہے تا کہ لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ شخص نہایت عقلمند اور بڑا انسان تھا اور حکمرانی کا اہل تھا۔

اس منزل کو دکھانے کے بعد گائیڈ نے دریافت کیا کہ آپ مزید اوپر کی منزل پر جانا پسند کریں گے یا واپس چلیں گے؟ واپسی کا ارشاد فرمانے پر حضور انور ایک دوسرے راستہ سے نیچے تشریف لائے اور بادشاہ کا کمرہ ملاحظہ فرمایا جس کی دیواروں کی مرمت کی جا چکی تھی تاہم ایک دیوار کو پرانی حالت میں ہی رکھا گیا تھا۔ یہاں سے ایک اور راستہ سے حضور انور قلعہ کے ایک دوسرے حصہ میں تشریف لے گئے، جہاں مزید بلندی سے پورے شہر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر گائیڈ نے بتایا کہ اس حصہ کی چھت دیگر ہالز کی چھتوں کی طرح نہایت خوبصورت تھی، جواب گر چکی ہے، کھڑکیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت تین منزلہ تھی۔ اس حصہ کے فرش پر ایسا پتھر استعمال ہوا ہے جو پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

واپسی پر حضور انور اس قلعہ میں موجود لائبریری کے ہال میں تشریف لے گئے، جہاں پرانے وقتوں کی چند دستاویزات پڑی ہیں، نیز قلعہ کی تباہی سے پہلے اور تباہی کے بعد، دونوں حالتوں کے ماڈل بھی ایک جگہ رکھے ہوئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شویٹ سنگن (Schwetzingen) کے باغ اور ہائیڈل برگ کے قلعہ میں اپنے کیمرہ سے تصویر کشی فرمائی اور بعض جگہوں پر مووی بھی بنائی۔

یہاں سے 4:20 بجے قافلہ کی بیت السبوح کیلئے واپسی ہوئی۔ سوا پانچ بجے بیت السبوح پہنچ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ کیلئے میٹنگ روم میں تشریف لائے، تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، قائدین سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔ صف دوم کے انصار میں جو یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ دس میل سائیکل چلالی اور ٹورنامنٹ کر لئے تو بڑا تیر مار لیا، آپ کا صرف یہ کام نہیں۔ بلکہ اس شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ اس عمر کے انصار اپنے آپ کو بوڑھے نہ سمجھنے لگ جائیں اور جس تنظیمی کام کو بڑی عمر کے انصار سرانجام دینے سے قاصر ہوں وہ کام یہ انصار سرانجام دیں۔ صف دوم کے پروگراموں میں ورزش اور سائیکلنگ وغیرہ بھی یہ احساس دلانے کیلئے رکھی جاتی ہے کہ ہمارے اندر طاقت اور قوت ارادی ہے جس سے ہم یہ سارے کام کر سکتے ہیں۔ پس صف دوم کے سو فیصد انصار کو تبلیغی اور تربیتی کاموں میں شامل کریں۔

2۔ ذیلی تنظیموں کا مقصد یہ ہے کہ جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو وہ پورا کریں۔ اگر ذیلی تنظیم کے قائد مال یا قائد تربیت نے جماعتی شعبہ مال اور شعبہ تربیت پر ہی انحصار کرنا ہے تو پھر ذیلی تنظیم کا کیا فائدہ ہوا؟ اس لئے اپنے طور پر ان لوگوں کے بارہ میں معلومات حاصل کریں جو نمازوں اور جمعوں میں شامل ہونے میں سُست ہیں۔ ان کے جماعت سے عدم رابطہ کی وجہ تلاش کریں اور پھر جماعتی، تنظیمی اور ذاتی ہر سطح پر پیار اور محبت سے انہیں سمجھا کر نمازوں میں، جمعوں پر اور نظام جماعت کی اطاعت کی طرف لائیں، اس کے بعد چندہ جات کی فکر کریں۔ اگر صرف پیسے لینے کی طرف توجہ رکھیں گے تو تربیت کے اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے۔ پس اس بارہ میں شعبہ تربیت کو فعال کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

3۔ معاون صدر کو اگر صدر مجلس کی طرف سے کوئی کام سپرد نہیں ہوتا تو وہ دعا تو کر سکتا ہے، اپنی تنظیم کیلئے خاص طور پر دو نفل ادا کر سکتا ہے۔

4۔ آمدن، نشستن اور برخواستن یعنی آئے، میٹنگ میں بیٹھے، بڑی بڑی سکیمیں بنائیں اور اٹھ کر چلے گئے، کے رجحان کو ختم کریں۔ اپنے کاموں کی اور میٹنگز میں طے پانے والے امور کی تعمیل کا باقاعدہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

5۔ جب کوئی نیا شخص کسی عہدہ پر آتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ پچھلی فائلوں کو ضرور پڑھ لے تا کہ اسے علم ہو جائے کہ پہلے کیا کمیاں اور نقائص رہ گئے تھے جنہیں اسے دور کرنا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا پروگرام بنائے۔

6۔ اگر تربیتی کورس بنا کر نو مبائعین کو بھجوائے جائیں اور ان کا باقاعدہ جائزہ لیا جاتا رہے تو تین سال بعد ان نو مبائعین کو جماعت کی Main Streem میں شامل ہو جانا چاہئے، پھر انہیں نو مبائعین کے کورسوں کی ضرورت نہیں رہنی چاہئے۔ نماز بنیادی چیز ہے جو ہر نو مبائع کو پڑھنی چاہئے۔ سب سے پہلے انہیں نماز پڑھنی اور قرآن کریم پڑھنا سکھایا جائے۔ قرآن مکمل ہونے پر آمین کی طرز پر تقریب کا اہتمام کیا جاسکتا ہے، اس سے ان کا حوصلہ بڑھے گا۔ جن نو مبائعین کو نماز اور قرآن کریم پڑھنا آ گیا ہے انہیں چند قرآنی سورتیں یاد کروائیں۔ پھر قرآن کریم کے ترجمہ سکھانے کی طرف توجہ دیں اور اس طرح انہیں باعمل احمدی بنائیں۔

7۔ داعیان کے سیمینار کی طرز کے ریفریشر کورسز کروائیں، ان کی مشکلات سنیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں نیز انہیں اپنے تجربات بیان کرنے کا موقع دیں تا کہ دوسرے داعیان بھی ان تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔

8۔ لٹریچر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بارہ میں جرمنی کے حوالہ سے ساری دنیا کو ہدایات دے چکا ہوں، تین ملکوں کی طرف سے اس بارہ میں سکیمیں بھی بن کر آ گئی ہیں کہ آپ کی ہدایات کی روشنی میں ہم نے اس طرح کام کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ آپ جو براہ راست میرے مخاطب ہیں آپ بھی کام کر کے بتائیں۔

9۔ چیریٹی واک کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جن علاقوں میں لوگ اسلام اور جماعت کے بارہ میں مشکوک ہیں وہاں ایسے پروگرام بنائیں۔ نیز جن علاقوں سے رقم اکٹھی ہو، وہاں کی مقامی چیریٹی تنظیم کو بھی اس رقم کا کم از کم نصف ضرور دیں، اس بات کو یہ لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔

10۔ چیریٹی واک کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات جس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی احمدی عورت یا بارہ سال سے بڑی احمدی بچی ٹریک سوٹ، ٹی شرٹ وغیرہ نہ پہنے اور بغیر پردہ کے نہ ہو نیز مخلوط تقریبات میں حصہ نہ لے۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے عورتوں سے ہاتھ ملانے کی ممانعت کے بارہ

میں ہدایات سے نوازا۔

11۔احمدی بچوں کی دنیوی تعلیم کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ احمدی بچوں کو زیادہ سے زیادہ ریسرچ کے میدانوں میں آنا چاہئے اور اگلے پندرہ بیس سال میں اس تحقیق کے میدان میں احمدیوں کا بہت اچھا تناسب ہونا چاہئے تا کہ یہ ملک احمدیوں کو اپنے ملکوں میں رکھنے پر مجبور ہو جائیں۔محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ فزکس، کیمسٹری اور میڈیکل کے میدانوں میں بھی احمدیوں کو آگے آنا چاہئے، اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ ڈاکٹر نعیم صاحب ایک دن انشاء اللہ نوبل انعام حاصل کرلیں گے۔

میٹنگ کے بعد عاملہ نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوایا، جس کے بعد حضور انور نے انصار اللہ جرمنی کے دفاتر کا دورہ فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور شعبہ ضیافت میں تشریف لے گئے اور کچن میں موجود کارکنات کو مختلف ہدایات فرمائیں۔ واپسی پر شعبہ ضیافت کے کارکنان کی درخواست پر حضور انور نے انہیں گروپ فوٹو بنوانے کا شرف عطا فرمایا۔

اپنی رہائش گاہ تشریف لے جاتے ہوئے حضور انور نے حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا سے ملاقات کیلئے آنے والی نومبائعات کو شرف ملاقات بخشا۔

8:05 پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء پڑھائیں اور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مؤرخہ 25 دسمبر 2006ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح سوا سات بجے نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

نماز ظہر وعصر سے قبل حضور انور نے اپنے رہائشی دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور نمٹائے۔

دو پہر ڈیڑھ بجے حضور نماز ظہر وعصر کیلئے مسجد بیت السبوح تشریف لائے اور دونوں نمازیں پڑھائیں۔

سہ پہر 3:20 بجے حضور سیر کیلئے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔مکرم امیر صاحب جرمنی نے سیر کیلئے بیت السبوح سے شمالی جانب Oberechbach (اوبرش باغ) کے علاقہ میں ایک نئی جگہ تجویز کر رکھی تھی۔حضور کی اجازت سے سیر میں شامل احباب گاڑیوں پر مجوزہ علاقہ کی طرف روانہ ہوئے اور بیت القیوم کا علاقہ پیچھے چھوڑتے ہوئے سات منٹ کی مسافت کے بعد قافلہ مذکورہ جگہ پہنچ گیا۔ یہاں کھلے کھیتوں کے بیچوں بیچ سائیکل سواروں، پیدل افراد اور زرعی مشنری کیلئے پختہ ٹریک بنے ہوئے تھے۔4:25 بجے تک حضور انور نے یہاں سیر فرمائی۔ سیر کے دوران مکرم سعید گیسلر صاحب نائب امیر جرمنی نے حضور انور کی معیت کی سعادت پائی اور حضور انور مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو فرماتے رہے۔دوران سیر مکرم امیر صاحب بھی کچھ دیر کیلئے سیر میں شامل ہوئے۔سیر سے واپس آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4:35 پر اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ
لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

5:35 بجے شام حضور انور میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں لجنہ اماء اللہ جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ساتھ حضور انور نے میٹنگ فرمائی۔تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، سیکرٹریاں سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔جن مجالس کی طرف سے رپورٹس نہیں آتیں ان سے ہر پندرہ دن بعد ٹیلی فون یا ای میل کے ذریعہ رابطہ کریں۔

2۔ناصرات کا کام اتنا اہم ہے کہ اس شعبہ پر کسی نائب صدر کو نگران بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کام پر مامور سیکرٹری میں نائب صدر بننے کی اہلیت ہونی چاہئیے۔

3۔رشتہ ناطہ کے بڑے مسائل ہیں۔ چار میں سے ایک رشتہ لڑکی یا لڑکی کے والدین کی وجہ سے اور تین رشتے لڑکے کی وجہ سے ٹوٹ رہے ہیں جس میں لڑکا لڑکی پر اور لڑکی لڑکے پر الزام دیتی ہے۔اس کا جائزہ لیں اور جماعت نے رشتہ ناطہ کے بارہ میں جو سیمینار شروع کئے ہیں وہ ہر جگہ منعقد کروائیں۔ان پروگراموں سے پتہ چلا ہے کہ زیادہ رشتے والدین کی دخل اندازی کی وجہ سے ٹوٹتے ہیں اس لئے شعبہ تربیت اور شعبہ رشتہ ناطہ والدین اور خصوصاً ماؤں کی تربیت کی طرف توجہ دے اور ان کی اصلاح کرے۔

دوسرے یہاں کی لڑکیوں کو میاں بیوی کے حقوق وفرائض کے بارہ میں بھی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں اور انہیں اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات بتائیں، انہیں بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت سے کیا توقع رکھتے ہیں اور خلفائے احمدیت کے اس بارہ میں ارشادات خصوصاً گزشتہ تین چار سال میں، میں نے اس بارہ میں جو باتیں کہی ہیں، ان میں کمی بیشی یا کانٹ چھانٹ کئے بغیر من وعن الفاظ ان تک پہنچائیں۔اس سے ہٹ کر یا اس میں کمی بیشی کر کے اگر کوئی پروگرام بنائیں گی تو اس میں برکت نہیں پڑے گی کیونکہ یہ بات اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ کے خلاف ہے۔اس لئے امام کی اقتداء میں اپنے کام سرانجام دیں۔

لڑکیوں کے اور ان کی ماؤں کے الگ الگ اور دونوں کے اکٹھے گفتگو کے پروگرام بنائیں۔ گفتگو کے یہ پروگرام ہر ریجن میں کئے جائیں۔لوگوں کو یہ بھی بتائیں کہ جب اپنے واقف کاروں سے باہر رشتہ کیا جائے تو اپنے طور پر رشتہ طے نہ کریں بلکہ نظام جماعت کے ذریعہ پتہ کروائیں کہ کیسے لوگ ہیں، کیسا خاندان ہے؟ پھر یہ بھی دیکھیں کہ فریقین میں کفو ہے کہ نہیں۔

4۔پڑھی لکھی لڑکیوں کو شامل کر کے پردہ کے موضوع پر ایم ٹی اے کیلئے گفتگو کا پروگرام بنائیں، جس میں اس اسلامی حکم کا مقصد بیان کریں۔ اس موضوع پر بائبل کے حوالہ جات سے بات کریں اور بتائیں کہ عیسائیت نے عورت کو کمتر سمجھتے ہوئے پردہ کا حکم دیا ہے جبکہ اسلام نے عورت کے تقدس اور اس کے مقام کو بلند کرنے کیلئے یہ حکم دیا ہے۔ پھر پردہ کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو بتائیں کہ تم نے اپنے مذہب کو اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ پریکٹیکل مذہب نہیں تھا اور آجکل کے حالات میں چل نہیں سکتا تھا لیکن اسلام ایک پریکٹیکل مذہب ہے اور ہم حجاب اور پردہ کے ساتھ ہر کام کر سکتی ہیں۔ایسے پروگرام بنا کر ایم ٹی اے کیلئے بھجوائیں۔ایم ٹی اے پر لجنہ اماء اللہ کے جو پروگرام آتے ہیں وہ میری ہدایات اور نگرانی میں بنتے ہیں، اگرچہ وہ ساری دنیا کیلئے ہوتے ہیں لیکن یہاں کے ماحول کے لحاظ سے خاص طور پر یورپ کے ممالک کیلئے ہوتے ہیں۔

5۔میری ہدایات کے بارہ میں جو سرکلر بھی مجالس کو بھجوائیں اس کی کاپی رپورٹ کے ساتھ مجھے بھی بھجوایا کریں۔

6۔مختلف خطبات اور خطابات میں جو ہدایات دی جاتی ہیں، ان پر فوری طور پر عمل ہونا چاہئے۔سہ ماہیوں کا انتظار کرنا بالکل غلط چیز ہے۔فعال جماعتیں ادھر سنتی ہیں اور اُدھر پروگرام بنا کر عمل شروع کر دیتی ہیں۔

7۔لجنہ اماء اللہ کی اصلاحی کمیٹی میں سیکرٹری تربیت کا شامل ہونا ضروری ہے۔

8۔لجنہ اماء اللہ سے متعلق خطابات اور لجنہ کے دوسرے پروگراموں کی جرمن ترجمہ کے ساتھ سی ڈی تیار کر کے لوگوں کو دیں۔نیز ہر خطبہ کے بعد اس میں بیان مضمون کے بارہ میں تین چار سوال بنا کر ممبرات لجنہ اماء اللہ سے ان کا جواب لیں تا کہ پتہ چل سکے کہ کس نے خطبہ سنا یا پڑھا ہے۔

9۔کرسمس اور ایسٹر کے حوالہ سے ناصرات کیلئے ہر ریجن میں معلوماتی پروگرام منعقد ہونے چاہئیں جن میں بچیوں کو سکولوں میں ہونے والے سوالوں کے جواب بتائے جائیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں عیسائیت کے غلط تصور اور اسلام کے ان کے بارہ میں صحیح نظریہ سے انہیں آگاہ کیا جائے۔اسی طرح عید کے حوالہ سے بھی پروگرام بننے چاہئیں۔

10۔جو احمدی بچیاں پردہ وغیرہ پر اعتراض کرتی ہیں، جیسا کہ میں نے لجنہ اماء اللہ یوکے کے اجتماع میں کہا تھا، انہیں بتائیں کہ آپ جب کوئی کلب جائن کرتی ہیں تو اس کے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں، اگر ان اصول وضوابط کی پابندی نہ کی جائے تو اس کلب کی ممبر شپ منسوخ ہو جاتی ہے۔ پس اسلام نے بھی کچھ اصول بنائے ہیں اس میں نماز پڑھنی، قرآن پڑھنا اور اس کے تمام حکموں پر عمل کرنا شامل ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ آپ جو کہیں گے وہ کروں گی۔ان باتوں کے پیش نظر خود دیکھ لو کہ تم کس مقام پر ہو۔پھر ان سے پوچھیں کہ کیا تم خود کو احمدی سمجھتی ہو؟ اگر سمجھتی ہو تو کیا اسلام کے بنیادی حکموں پر یقین رکھتی ہو؟ اگر رکھتی ہو تو کیا اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہو؟ اگر کرتی ہو تو اس میں ایک حکم پردہ کا بھی ہے۔ اس طریق پر سمجھاتے ہوئے ان سے پوچھیں کہ اب بتاؤ کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو، منافقت کے ساتھ جماعت میں دکھاوے کیلئے رہنا چاہتی ہو یا اپنے آپ کو بدل کر نیک ارادہ کے ساتھ خود کو ٹھیک کرنا چاہتی ہو؟

11۔عہدیداران کا پردہ بہرحال صحیح ہونا چاہئے۔یوکے کی لجنہ کو میں نے کہہ دیا ہے کہ جو اسلامی احکامات پر عمل کرنے والی اور موصیہ ہو اسے عہدیدار بنائیں۔ وصیت اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مومن اور منافق میں فرق کی علامت قرار دیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر باقاعدہ ایک تقریر بھی فرمائی تھی۔

آپ عہدیداران کو وصیت کی تحریک ضرور کریں۔ٹھیک ہے وہ پابند نہیں ہے کہ ضرور وصیت کرے لیکن پھر آپ بھی پابند نہیں ہیں کہ اسے عہدیدار بنائیں، اس لئے کہ اس نے گریجوایشن کی ہوئی ہے اور دو عقل کی باتیں کر لیتی ہے۔ اس کی بجائے اسے عہدیدار بنائیں جو اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد آپ کے جاری کردہ نظام وصیت میں بھی شامل ہے تو گو وہ کچھ کم پڑھی ہوئی ہے، اسے عہدیدار بنائیں۔

12۔صدر اور شعبہ تربیت کا کام ہے کہ نئی نسل کی طرف سے ہونے والے سوالات اکٹھے کریں اور ان کے جوابات قرآن کریم، عقل اور موجودہ سائنس کی رو سے تیار کروائیں اور انہیں ہر جگہ بھجوائیں۔

13۔تعلیمی نصاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور شامل ہونی چاہئے۔ اگر کوئی کتاب نہ ملے تو جن اقتباسات کا جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے انہیں شامل کریں۔لوگوں تک بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ پہنچنے چاہئیں۔

14۔تمام ناصرات کو وقف جدید کے چندہ میں ضرور شامل ہونا چاہئے اور ان کے چندہ کے اعتبار سے معیار مقرر کریں اور جو ناصرات اس معیار کے مطابق چندہ ادا کریں ان کے نام کی فہرست بنا کر مجھے بھجوائیں۔

15۔لڑکیاں باپردہ سوئمنگ پول میں خواتین گائیڈ کی نگرانی میں مناسب لباس کے ساتھ سوئمنگ کر سکتی ہیں۔اسی طرح گھڑ سواری بھی کر سکتی ہیں، اس کیلئے شعبہ صحت جسمانی کے تحت ٹیم بنا کر کلب میں گھڑ سواری بھی سیکھیں۔ یہ کام کسی بڑے کی نگرانی میں ہونے چاہئیں۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ

7:10 بجے اس میٹنگ کے اختتام پر اسی میٹنگ روم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ساتھ میٹنگ فرمائی، تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا، مہتممین سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا:۔

1۔جن مجالس کی طرف سے رپورٹس نہیں آتیں، ان سے ہر ماہ رابطہ ہونا چاہئے۔

2۔ جن لڑکوں کے شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان تنازعات شروع ہو جاتے ہیں، ایسے لڑکوں کو سمجھانے کیلئے شعبہ تربیت کے تحت پروگرام بننے چاہئیں۔ ایسے لڑکوں کی موٹی موٹی تین اقسام ہیں۔ ایک وہ جو پاکستان سے لڑکیاں بیاہ کر لاتے ہیں اور پھر یہاں آکر پسند نا پسند کا مسئلہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ دوسرے جو یہاں رشتے ہو رہے ہوتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو جاتے ہیں اور تیسرے وہ لڑکے جو پاکستان وغیرہ سے آکر یہاں شادی کرتے ہیں، ایسے لڑکے زیادہ تر کام نکل جانے کے بعد دوڑ جانے والے ہوتے ہیں۔ ان تمام لڑکوں کو سنبھالیں، ان کے مسائل کی وجوہات معلوم کر کے انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔

3۔ خدام الاحمدیہ یو کے کے اجتماع پر میں نے توجہ دلائی تھی اور کل انصار اللہ کی میٹنگ میں بھی انہیں کہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خواہش تھی کہ جوبلی کا سال جب آئے تو جماعت احمدیہ کو ڈاکٹر عبد السلام صاحب جیسے سو سائنسدان چاہئیں۔ تو ایسی صلاحیت رکھنے والے طلباء کو تلاش کریں، ان کی راہنمائی کریں اور انہیں سائنس کے مختلف مضامین میں ریسرچ کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔

4۔ میں نے جماعتی اداروں اور ذیلی تنظیموں کو ہدایت دی ہوئی ہے کہ رسائل وغیرہ کے ٹائٹل پر آئندہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر شائع نہ کی جائیں۔

5۔ جماعتی بلڈنگز میں خدام الاحمدیہ کو پھول پھلواڑیاں لگانے کا کام سنبھالنا چاہئے، جیسا کہ میرے توجہ دلانے پر خدام الاحمدیہ یو کے نے اسلام آباد میں گھاس کی کٹنگ اور پھول پودوں کا انتظام سنبھالا ہوا ہے۔

6۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اطفال اور ناصرات کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ وقف جدید کی زیادہ سے زیادہ مدد کریں، اس لئے انہیں زیادہ سے زیادہ وقف جدید میں حصہ لینا چاہئے۔ اطفال و ناصرات کے چندوں کے اعتبار سے اوّل، دوم اور سوم معیار مقرر کریں۔ ننھے مجاہد کیلئے بیس یورو چندہ کم ہے اس کا معیار کم از کم پچاس یورو ہونا چاہئے۔ بچوں کے کھانے پینے اور جیب خرچ کا حساب کر کے جائزہ لیں کہ بچے کتنا ادا کر سکتے ہیں۔

7۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی نہ کوئی کتاب یا حضور اقدس کے کچھ اقتباس تعلیم کے نصاب میں ضرور رکھیں اور اس کورس کو امتحان میں بھی شامل کریں۔

8۔ جو افراد وصیت کرتے ہیں، ان سے مل کر یہ جائزہ لیں کہ اس نظام میں شمولیت کے بعد ان کی طبیعت، تربیت اور جماعتی تعاون میں کیا فرق پڑا ہے۔ پھر ان باتوں سے دوسرے خدام کو آگاہ کر کے انہیں بھی اس نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

9۔ کسی خادم کو فارغ نہیں رہنا چاہئے، پڑھائی کرے یا کام کرے خواہ شال ہی لگائے، بہر حال کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔

10۔ جس طرح مختلف کمپنیاں اپنے اشتہارات کمپیوٹر کے ذریعہ بھجواتی ہیں اور وہ خود بخود آپ کے پرنٹر میں پرنٹ ہو کر نکل آتے ہیں، جائزہ لے کر جماعتی تعلیمات اور جماعت کا تعارف لوگوں تک پہنچانے کیلئے اس قسم کے پروگرام بنائیں۔ اس بارہ میں اچھی طرح معلومات حاصل کر لیں کہ آپ کا بھجوایا ہوا جماعتی لٹریچر ردو بدل سے محفوظ رہے نیز یہ کام خلاف قانون نہ ہو تا جماعت کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ ہو سکے۔

11۔ دنیا میں پڑھنے کا رواج کم ہو چکا ہے اس لئے جماعتی تعلیمات پر مبنی سی ڈی وغیرہ تیار کریں جو لوگ سفر کے دوران اپنی گاڑیوں میں سن سکیں یا اپنے گھروں میں سن سکیں۔

12۔ جو خدام نمازیں نہیں پڑھتے تھے، توجہ دلانے پر پڑھنے لگے، اس کے نتیجہ میں ان میں جو تبدیلی آئی، جو انقلاب آیا، طبیعت میں جو فرق پڑا اور اس کا جو فائدہ ہوا، اس سے دوسرے خدام کو آگاہ کریں تا کہ انہیں بھی نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔

13۔ چندہ میں سے مرکز کا حصہ سال بعد کی بجائے چھ ماہ بعد مرکز کو بھجوایا کریں۔

14۔ جب بھی کسی کو کوئی عہدہ ملے وہ اس شعبہ سے متعلق سابقہ ریکارڈ کا اچھی طرح مطالعہ کرے، پھر اپنی سکیم تیار کرے اور آنے والے کیلئے ایک اچھا ریکارڈ چھوڑ کر جائے۔

15۔ جو خطابات اور خطبات آپ سنتے ہیں، ان میں جو باتیں آپ کے شعبہ کے متعلق ہوں ان کو الگ نوٹ کر کے اس کے مطابق اپنے پروگرام بنایا کریں اور ہر شعبہ میں آپ کا قدم پہلے سے آگے ہونا چاہئے۔

16۔ شعبہ اطفال اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ جو بچے اطفال سے خدام میں جا رہے ہیں، وہ پوری طرح تیار ہو کر جائیں۔ شعبہ اطفال کو اگر آپ اچھی طرح سنبھال لیں گے تو خدام الاحمدیہ کے بہت سے مسائل کم ہو جائیں گے۔

خدام الاحمدیہ میں آنے کے بعد بچے خود کو کچھ آزاد خیال کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اٹھارہ سال کے بعد جب ان ملکوں میں آزادیاں ملتی ہیں تو وہ بہت کھل جاتے ہیں۔ اس لئے انہیں سمجھائیں کہ خدام الاحمدیہ میں جانے کے بعد بھی تم نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکامات کا پابند رکھنا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ ذاتی تعلق پیدا کر کے انہیں سمجھائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر جماعت میں چھوٹی سطح پر تربیتی نظام قائم ہے۔ جب بچپن سے ہی انہیں جماعت سے منسلک کر لیں گے تو پھر ہر سطح پر وہ جماعت سے وابستہ رہتے ہیں۔ پس عہدیداران کو فعال ہونے اور بچوں کے ساتھ ذاتی رابطے بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہر سطح تک عہدیداران فعال ہو جائیں تو بچوں کو سنبھالا جا سکتا ہے۔ تو بات صرف یہ ہے کہ کام کریں، کام، کام اور کام۔ تبلیغی کام کو بھی آپ نے بہت زیادہ سنبھالنا ہے، اسے سنبھالیں۔

میٹنگ کے اختتام پر عاملہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی نیز مکرم صد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی درخواست پر حضور انور نے تمام ممبران عاملہ کو از راہ شفقت مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔

سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور پھر حضور انور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

طلباء کے لئے مفید معلومات:

ہوٹل اور ہاسپٹل مینجمنٹ

انتظامی امور سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بہترین کیریئر

موجودہ زمانے میں میں مینجمنٹ کورسیز کی بہت اہمیت ہے۔ تقریباً ہر شعبوں میں پروفیشنل مینیجرس و ماہرین انتظامی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ ہندوستان میں مختلف مقابلہ جاتی امتحانات میں آئی آئی ایم کے لئے ہونے والے CAT امتحان میں شریک ہونے والے طلباء کی بڑھتی تعداد اس بات کا ثبوت ہے۔ ہاسپٹل مینجمنٹ یعنی ہاسپٹل کا پروفیشنل مینجمنٹ، انتظامی صلاحیتوں کے ماہرین کے ذریعے ہاسپٹل کے نظم و نسق کو بہترین طریقے سے سنبھالنا یا چلانا ہوتا ہے، جس طرح سے ایک ہوٹل کے انتظام کو سنبھالا جاتا ہے۔ ہاسپٹل مینجمنٹ میں منصوبہ بند طریقے سے تمام کاروبار کرنے کے ہنر سکھائے جاتے ہیں، ہوٹل مینجمنٹ اور ہاسپٹل مینجمنٹ میں فرق صرف مختلف ڈپارٹمنٹ کے نام اور وہاں جاری کاموں کا ہے۔

آج ہوسپٹلس، نرسنگ ہومس اور ہیلتھ کیئر سنٹرس کے قیام میں روزانہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہاسپٹل کے بہترین طریقے سے نظم و نسق کے لئے ضروری ہے کہ ہاسپٹل میں جاری تمام سرگرمیوں میں ربط ہونا چاہئے تا کہ ایک مریض کو وہاں موجود تمام سہولتیں آسانی اور بہتر طریقے سے مہیا کی جا سکیں۔ لہٰذا انہیں سہولیات اور سرگرمیوں کو انجام دینے کے لئے اس شعبہ سے منسلک افراد پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرتے ہیں۔

درکار صلاحیت:: دیگر مختلف انتظامی شعبہ جات کی طرح ہاسپٹل مینجمنٹ کے لئے درکار سرگرمیاں: منصوبہ بندی۔ منصوبہ بندی کو عمل میں لانا۔ آرگنائزیشن۔ آپسی تال میل۔ نگرانی کرنا۔ جائزہ لینا۔ (تجزیہ کرنا)

ہوسپٹل ایڈمنسٹریشن اور ہوسپٹل مینجمنٹ میں فرق: ایک عام شخص کے لئے یہ دونوں کام یکساں نظر آتے ہیں لیکن ان دونوں شعبوں میں فرق ہے۔ مینجمنٹ کے شعبے میں ذرائع کا انتظام کرنا صحت اور دیکھ بھال پر اخراجات کا انتظام، مختلف معیاری ریسرچ تکنیک کا استعمال جیسے عنوانات شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک طرح کا مکمل پیکیج ہوتا ہے جس میں ہوسپٹل کے عملی نظام کی معلومات (تھیوری اور پریکٹیکل) دی جاتی ہے۔ اس نوعیت کے لحاظ سے ہوسپٹل ایڈمنسٹریشن، ہوسپٹل مینجمنٹ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔

ہوسپٹل مینجمنٹ کے کورسیز میں درج ذیل عنوانات شامل کئے گئے ہیں: ہیلتھ پالیسی اینڈ ایڈمنسٹریشن، ہیلتھ اکانامی، ہیلتھ پلاننگ، فائنانس مینجمنٹ، مارکیٹنگ مینجمنٹ آف ہیلتھ سروزیز، لیگل فریم ورک آف ہوسپٹل نیشنل ہیلتھ پروگرام، ہوسپٹل پلاننگ وغیرہ۔ **مواقع**: ہوسپٹلس، نرسنگ، ہومس، ایسے تعلیمی ادارے جہاں اس شعبے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ **کورسیز کی نوعیت**: میڈیل اور نان میڈیکل گریجویٹس یہ کورسیس کر سکتے ہیں۔ 3 سالہ کورسیس: میڈیکل کے طلبہ کے لئے (میڈیکل گریجویٹس طلبہ کے لئے) 2 سالہ (پارٹ ٹائم) کورس: پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ان ہوسپٹل مینجمنٹ اینڈ ہیلتھ کیریئر (نان میڈیکل طلبہ کے لئے)

تعلیمی لیاقت: ایم بی بی ایس، بی اے ایم ایس، بی ایچ ایم ایس، بی ڈی ایس، بی یو ایم ایس، بی ایس سی نرسنگ، 50 فیصد مارکس کے ساتھ کامیاب امیدوار کے لئے یا اس شعبے میں 5 سالہ تجربہ رکھنے والے آرٹس، سائنس، کامرس کے گریجویٹ امیدوار، 50 فیصد مارکس گریجویٹ میں ضروری ہے۔ **تعلیمی ادارے**: ایے آئی ایم ایس انصار نگر، نئی دہلی، آرمڈ فورسز میڈیکل کالج، شولا پور روڈ، پونے۔ کستوربا میڈیل کالج منی پال۔ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سائنس، سائن ٹرمبے روڈ ممبئی۔

ہوٹل مینجمنٹ:: ہوٹل مینجمنٹ کا کورس بارہویں جماعت میں کامیابی کے بعد کیا جا سکتا ہے۔ بارہویں جماعت میں کسی بھی فیکلٹی سے (آرٹس، سائنس، کامرس)۔ کورس میں داخلے کے لئے انٹرنس امتحان منعقد کیا جاتا ہے۔ انٹرنس امتحان میں شرکت کے بعد میرٹ کی بنیاد پر داخلے دیئے جاتے ہیں۔ اس شعبے کے متعلقہ کورسیز کے لئے بہت سے پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن بھی موجود ہیں۔ **کورس کا نام**:: ڈپلومہ ان ہوٹل مینجمنٹ اینڈ کیٹرنگ ٹیکنالوجی۔ **زیر انتظام**:: ڈائریکٹ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن (ڈی ٹی آئی) ویب سائٹ WWW.dte.org: عمر کی کوئی قید نہیں۔ کورس تین سال۔ **ملازمت کے مواقع**: ہاسپٹل، کیٹرنگ انڈسٹری، ایئر لائنس انڈسٹری، شپنگ کمپنی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے مخلوق خدا کے ساتھ رحمت و ہمدردی دکھانے کی توفیق عطا فرمائے

آنحضرت ﷺ اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جذبہ رحمت و ہمدردی کا حسین و دلگداز تذکرہ

منڈی بہاؤالدین (پاکستان) کے ایک گاؤں میں ایک احمدی کی شہادت کی دردناک اطلاع

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 2 مارچ 2007ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ وسورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا گزشتہ خطبہ میں احادیث کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کے جذبہ رحم کے متعلق چند مثالیں دی گئیں تھیں اسی تسلسل میں آج کے خطبہ میں بھی چند احادیث پیش کی جائیں گی۔ہم دیکھیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض چھوٹی چھوٹی نظر آنے والی باتوں میں بھی جذبہ رحمت اور صحابہ کا آپ سے عشق ومحبت کا عظیم جذبہ پنہاں تھا۔جس کو اُس زمانہ میں غیروں نے بھی محسوس کیا اور اپنے لوگوں کو بھی جا کر کہا کہ تم اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ماننے والے اس سے اس قدر عشق ومحبت کرتے ہیں کہ اس کے وضو کے گرنے والے پانی کو بھی زمین پر گرنے سے پہلے اچک لیتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی دنیادار ہو تو وہ رحمت کی بجائے اور خودسری میں بڑھ جائے لیکن ہم قربان جائیں اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ اس کے باوجود اپنے ماننے والوں پر رحمت کے پر پھیلائے ہوئے تھے اور ان کو اللہ کی رحمت سے حصہ لینے کے طریقے سکھا رہے تھے۔آپ اس خیال سے بے چین ہو جاتے تھے کہ اللہ نے میرا نام رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْن رکھا ہے۔مجھ سے کہیں دوسروں کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔کوئی نہیں جو اس نبی کا رأفت ورحمت کے لحاظ سے رہتی دنیا تک مقابلہ کر سکے۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگ حنین کے موقعہ پر راستہ کے تنگ ہونے کی وجہ سے میرے پاؤں کا جوتا آنحضرت ﷺ کے پاؤں پر پڑ گیا جس کی وجہ سے آنحضرتؐ کو سخت تکلیف ہوئی اور آپؐ نے اپنے کوڑے سے ہلکی ضرب لگا کر فرمایا بسم اللہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں اس وجہ سے تمام رات سو نہیں سکا کہ میری وجہ سے آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوئی اُدھر آنحضرتؐ کو تمام رات یہ خیال ستاتا رہا کہ آپ کے کوڑے سے ایک شخص کو ضرب پہنچی ہے۔ جب صبح ہوئی تو ایک شخص آیا اور کہا کہ تم کو آنحضرت ﷺ بلاتے ہیں وہ صحابی ڈرتے ڈرتے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا تم نے کل اپنی جوتی سے میرے پاؤں کو لتاڑ دیا تھا اور مجھ کو تکلیف پہنچائی تھی جس کی وجہ سے میں نے تم کو اپنے کوڑے سے ضرب لگائی تھی چنانچہ تم اس کے بدلہ میں یہ 80 دُنبیاں لے لو۔

اسی طرح آپؐ کی مجلس میں آداب سے ناواقف اور جاہل لوگ بھی آجایا کرتے تھے لیکن ان سے بھی آپ محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے ایک موٹے کناروں والی چادر اوڑھی ہوئی تھی اس بدّو نے آکر اس زور سے کھینچی کہ گردن میں نشان پڑ گیا اور کہنے لگا اے محمد! میرے ان دونوں اونٹوں کو مال سے لاد دو۔کیونکہ یہ مال تمہارے باپ کا نہیں ہے۔آپؐ نے فرمایا ہے کہ ہاں ہاں مال تو اللہ کا ہے اور میں تو اس کا بندہ ہوں۔آپؐ نے فرمایا: میں تمہاری اس بداخلاقی کا بدلہ لوں گا۔بدو بولا۔آپؐ ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ آپؐ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ چنانچہ آپ نے اسکے اونٹ کو مال سے لاد دیا۔

آنحضرتؐ مومنوں کو اللہ کی یاد کی طرف ہر وقت متوجہ رکھتے تھے تا کہ وہ اللہ کی رحمت سے ہر وقت حصہ لیتے رہیں۔آپ توجہ دلاتے تھے کہ خدا سے ڈرتے رہو پہلی قوموں پر جو سماوی آفات آئے تھے آپ ڈرتے تھے کہ یہ عذاب کہیں ان لوگوں پر نازل نہ ہوں اس لئے جب بھی ہوا آندھی یا بارش آتی تو آپ اللہ کی رحمت طلب کرتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرتؐ کی بعض دعائیں جو خدا کے غضب سے ڈرتے ہوئے آپ کیا کرتے تھے پیش فرمائیں۔

غریبوں امیروں سب پر آپ کی رحمت یکساں تھیں ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کی بیرونی بستیوں میں سے ایک بستی کی غریب عورت بیمار ہو گئی آپؐ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے اور اس کی تیمارداری کرتے اور فرمایا اگر وہ فوت ہو جائے تو اس وقت تک جنازہ نہ پڑھنا جب تک میں شریک نہ ہو جاؤں راوی بیان کرتے ہیں کہ جب وہ عورت فوت ہو گئی تو ہم جنازہ لیکر آنحضرتؐ کے پاس گئے اور آپ کو سوتا ہوا پایا تو ہم نے خود ہی اس کا جنازہ پڑھ کر اس کی تدفین کر دی۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستہ پر چلا جا رہا تھا اس کو شدید پیاس لگی تھی اس کو ایک کنواں نظر آیا چنانچہ اس میں اترا اور پیاس بجھائی جب وہ باہر آیا تو اس نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کو چاٹ رہا تھا چنانچہ وہ شخص دوبارہ کنوے میں اترا اور موزے میں پانی بھر کر کتے کو پانی پلایا آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو بخش دیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ رحمت کے کئی واقعات بیان فرمائے اور پھر آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض واقعات بھی پیش فرمائے جن سے آپؑ کے جذبہ رحمت کا پتہ چلتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے خدا کے بندوں پر ایسا رحم کرد اور اسکی مخلوق سے ایسی ہمدردی ظاہر کرو جیسے ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں تو اگر نماز توڑ کر بھی فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو پہنچا دوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے اور آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل کو اپناتے ہوئے اس کی مخلوق کے ساتھ رحمت وہمدردی دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور نے ایک افسوس ناک اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کل پاکستان کے علاقہ منڈی بہاؤالدین کے ایک گاؤں میں ایک نو احمدی کی شہادت ہوئی ہے وہ پورے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے اور استقامت کے ساتھ مخالفت کا مقابلہ کر رہے تھے مولوی کہہ رہے تھے کہ یہ قادیانیت کا پودا لگ گیا ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ دو کچھ عرصہ پہلے ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص نے بھی بیعت کی تھی جس سے مزید مخالفت کا طوفان کھڑا ہو گیا تھا چنانچہ گذشتہ کل ایک بد بخت شخص نے جب کہ آپ ایک دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے بندوق سے آپ پر فائر کر دیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ان کے بھائیوں نے بھی ان سے بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ان کی ایک بیوہ اور تین بچیاں ہیں ان کی عمر 46 سال تھی بڑی بیٹی دس سال کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام فیملی احمدیت کا ایک مثالی نمونہ بنی ہوئی ہے آج صبح ربوہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد میں شہید مرحوم کا نماز جنازہ پڑھاؤں گا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی بیوہ اور بچوں کا حامی وناصر ہو۔آمین۔

وقف عارضی کے متعلق حضرت امیر المؤمنین کا تازہ ارشاد

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب گرامی محررہ یکم نومبر 2006ء میں ہدایت فرمائی ہے کہ:

''جماعتوں میں وقفِ عارضی کو بھی رواج دیں پختہ عمر کے بزرگوں کو تیار کریں جو اپنے قریب قریب کی جماعتوں میں جا کر تھوڑے تھوڑے عرصہ کیلئے وقف عارضی کریں اس سے تربیت کا کافی حصہ Cover ہو سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔''

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں تمام جماعتوں کو فارم بھجوائے جا چکے ہیں اُمراء کرام صدر صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان سے گزارش ہے کہ اپنی جماعت میں سیکرٹری تعلیم القرآن وقف عارضی کی معاونت سے وقف عارضی کے سلسلہ میں وسیع طور پر ماہانہ پروگرام ترتیب دیں اور خاص طور پر انصار بزرگوں کو تحریک کریں اور جو دوست وقف عارضی کیلئے جائیں اُن کی رپورٹ فارم پر بھجوائیں اس کے علاوہ ہر واقف عارضی اپنی مکمل رپورٹ اور ایمان افروز واقعات الگ سے بھی لکھ سکتے ہیں جو اس فارم کے ساتھ منسلک کیۓ جائیں جزاکم اللہ۔

ہر دو ماہ میں ایک خطبہ تعلیم القرآن کے موضوع پر

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ جماعتوں میں کم از کم ہر دو ماہ میں ایک خطبہ تعلیم القرآن کے موضوع پر دیا جائے۔

اُمراء کرام/صدر صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان/سیکرٹریان تعلیم القرآن ووقف عارضی سے گزارش ہے کہ اس ارشاد کی پابندی کروائیں۔اور تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ وقف عارضی کی اہمیت بھی احباب کو بتاتے رہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیرت اسلام کی روشنی میں

محمد حمید کوثر پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔(الصّف10-61)

(وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں)

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
صد ہزاراں آفتیں نازل ہوئیں اسلام پر
ہوگئے شیطاں کے چیلے گردنِ دیں پر سوار
کشتی اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے
اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار

قابل احترام صدر اجلاس و معزز سامعین!!

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں 23 مارچ 625ء بمطابق 7 شوال 3ھ) کا واقعہ ہے کہ چند مسلمانوں کی غلطی سے جنگ احد میں مسلمانوں کی فتح زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکی۔اسی غلطی کی وجہ سے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے بہت سے صحابہؓ زخمی ہوئے۔اسی حالت میں آنحضرتؐ اپنے صحابہ کو ''احد پہاڑ'' کے دامن میں لے کر چلے گئے۔ابوسفیان جو اُس وقت مشرکین مکہ کی فوج کا قائد تھا نے بلند آواز سے کہا کہ ہم نے محمد (ﷺ) کو قتل کردیا۔ ہم نے ابوبکر اور عمر کو قتل کردیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ پھر ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَل ۔ اُعْلُ هُبَل۔ یعنی ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو۔ جب شرک کے تائید اور توحید الٰہی کے خلاف نعرہ لگایا گیا تو ہمارے آقا محمد مصطفیٰؐ کی روح تڑپ اُٹھی۔آپ اپنے زخموں کا درد بھول گئے۔ آپ کی غیرت نے جوش مارا۔آپ نے بڑے جوش سے صحابہ کو فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ نے سوال کیا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا۔نعرہ لگاؤ۔

اَللّٰهُ اَعْلیٰ وَاَجَل۔اللہ ہی بلند ہے اور وہی معزز ہے۔جب 14 ویں صدی ہجری کے شروع اور 19 ویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندوستان کی فضاؤں میں دین محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاتمہ اور شرک وتثلیث کی بلندی کے نعرے بلند ہونے لگے تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی غیرت اسلامی اُسی طرح جوش میں آئی جیسے محمد مصطفیٰ ﷺ کی احد کی وادی میں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1880 میں اللہ اعلیٰ واجل کا نعرہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف کے ذریعہ بلند فرمایا۔آپ نے اعلان فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہیکہ اللہ واحد لاشریک ہے۔ اُس کو تین حصوں میں تقسیم کرکے تثلیث بنانے کا عقیدہ باطل اور ناقابل ایمان ہے۔

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اور قرآن مجید قیامت تک باقی رہنے والا قابل عمل صحیفہ الٰہی ہے۔اور میں ان حقائق کے اثبات کے لئے جس قدر دلائل اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھ رہا ہوں اگر کوئی دوسرے مذہب والا اپنی الہامی کتاب سے تحریر کردے گا تو میں بلا تامل اپنی جائیداد جس کی قیمت 1880 میں دس ہزار روپے تھی اُس کے حوالے کردوں گا۔اور اگر کوئی اس قدر دلائل پیش نہ کرسکے تو میرے پیش کردہ دلائل سے آدھے یا تیسرا حصہ، یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ ہی تحریر کردے گا تب بھی میں اُسے اپنی جائیداد کی قیمت دے دوں گا۔آخر میں آپ نے یہ بھی کہہ دیا اگر کوئی یہ بھی نہ کرسکے اور میرے ہی پیش کردہ دلائل کو نمبروار توڑ دے گا اور تین مسلمہ ججوں کا ایک بورڈ یہ فیصلہ دے دے گا کہ جواب شرائط کے مطابق تحریر کیا گیا ہے، تب بھی دس ہزار کی جائیداد اُس کے حوالے کردوں گا۔

اس اعلان کے بعد مخالفین اسلام کی طرف سے اس کتاب کا ردّ و جواب لکھنے کے پرجوش اعلانات کئے گئے جس پر آپ نے فوراً لکھا:۔

''سب صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں۔ افلاطون بن جاویں بیکن کا اوتار دھاریں، ارسطو کی نظر اور فکر لاویں، اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں، پھر دیکھیں جو ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے اله باطله (براہین احمدیہ جلد دوم سرورق)

سامعین! جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کے ذریعہ اپنی غیرت اسلامی کا اظہار الله اعلیٰ واجل کا نعرہ لگا کر کیا تو بالمقابل تمام آوازیں خاموش ہوگئیں۔ اس نعرہ اور اعلان پر 126 سال گزر گئے مگر کوئی اس کا جواب نہ لکھ سکا۔

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

سامعین کرام'' سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیرت اسلامی کا سب سے زیادہ واحسن اظہار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔آپ اس غیرت کے اظہار کے وقت کسی انسان سے خوفزدہ نہ ہوتے تھے خواہ وہ کسی منصب پر فائز ہو۔1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک مقدمہ کرم دین کی طرف سے ایک متعصب غیر مسلم مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا تھا۔اور وہ مجسٹریٹ مقدمہ کو لمبا کرکے اور قریب قریب تاریخیں ڈال ڈال کر تنگ کیا کرتا تھا۔ایک دن اس نے بھری عدالت میں آپ سے سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ'' انی مهین من اراد اهانتک'' یعنی اس شخص کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے وقار اور اعتماد سے فرمایا: ہاں یہ میرا الہام ہے اور خدا کا کلام ہے، اور خدا کا مجھ سے یہی وعدہ ہے کہ جو شخص مجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا وہ خود ذلیل کیا جائے گا۔مجسٹریٹ نے پوچھا: اگر میں آپ کی ہتک کروں تو پھر؟

ایسے نازک موقعہ پر اگر کوئی اور ہوتا تو بزدلی مداہنت کا مظاہرہ کرتا، مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے وثوق سے جواب دیا: خواہ کوئی کرے وہ خود ذلیل کیا جائے گا،'' مجسٹریٹ نے آپ کو مرعوب کرنے کی غرض سے دو تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔اور آپ ہر دفعہ انتہائی جلالی انداز میں یہی جواب دیتے گئے خواہ کوئی ہو...... مجسٹریٹ حضورؑ کے جواب سے حیران اور مرعوب ہوکر خاموش ہوگیا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم روایت 49)

پھر اسی مجسٹریٹ کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو کسی نے یہ اطلاع دی کہ اُس کا ارادہ اچھا معلوم نہیں ہوتا، وہ حضورؑ کو قید کرنا چاہتا ہے۔آپ اُس وقت ناسازی طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ:۔

وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے

یہ غیرت آپ کو اس وجہ سے تھی کہ آپ خدا کے شیر تھے اگر ایک لومڑی خدا کے شیر کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جاتی تو حرف رب العالمین پر آتا۔اور اسی مفہوم کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار

آپ کا اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان وتوکل تھا۔اگر کوئی اس توکل کو کسی بھی رنگ میں استہزا کا نشانہ بنانے کی کوششیں کرتا تو آپ کی غیرت جوش میں آجاتی......

ایک دفعہ چندولال مجسٹریٹ نے بھری عدالت میں آپ سے دریافت کیا: کیا آپ کو نشان نمائی کا دعویٰ ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جواب دیا کہ ہاں خدا میرے ہاتھ پر نشان ظاہر فرماتا ہے چونکہ مجسٹریٹ کے سوال میں مذاق کا رنگ تھا اُس کے اس انداز تمسخر نے آپ کی غیرت اسلام کو للکارا تھا۔

آپ نے جواب دے کر توقف فرمایا گویا خدا تعالیٰ سے مدد کے طالب ہو رہے ہیں اور پھر بڑے جوش کے ساتھ فرمایا:۔

جو نشان آپ چاہیں میں اسی وقت دکھا سکتا ہوں اور آپ نے ایسے جوش میں فرمایا کہ اُس وقت وہ سکتے میں آگیا اور لوگوں پر اس کا بڑا اثر ہوا۔

(اصحاب احمد جلد 4 روایت 45)

سامعین کرام! یہ صرف دعوے ہی نہ تھے بلکہ جس کسی مجسٹریٹ نے آپ کی غیرت اسلامی کے جذبہ کو جو کہ حق وانصاف پر مبنی ہوتا تھا ٹھیس پہنچائی، اور ظلم اور بے انصافی کی راہ اختیار کی تو وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں کپورتھلہ کی جماعت انتہائی مخلص جماعت تھی۔اُن کی ایک مسجد پر قبضہ کرنے کیلئے مخالفین نے مقدمہ دائر کردیا۔اور مخالفین نے انتہائی کوشش کی کہ جماعت کو مسجد سے محروم کردیں ظاہر ہے کہ جماعت کی تعداد کم تھی۔ اور اُس زمانے میں جوڈیشل معاملات میں خارجی امور بھی اثر انداز ہوتے تھے۔

جس جج کے پاس یہ مقدمہ تھا اُس نے مخالفانہ رویہ اختیار کرنا شروع کردیا کپورتھلہ کی جماعت نے گھبرا کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں تشویشناک صورتحال لکھ دی۔اور دعا کی درخواست کی۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جب یہ محسوس کیا کہ جماعت احمدیہ کپورتھلہ کی مسجد محض اس وجہ سے اُن کے ہاتھوں سے جارہی ہے کہ وہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت امام مہدی پر ایمان لائے ہیں تو آپ کی غیرت اسلامی جوش میں آئی اور آپ نے اپنے رب پر کامل توکل کرتے ہوئے بڑے جلال سے فرمایا:۔

'' اگر میں سچا ہوں اور میرا سلسلہ سچا ہے تو مسجد تمہیں ضرور ملے گی''

جماعت احمدیہ کپورتھلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد شائع کرکے سارے شہر میں تقسیم کردیا۔مگر دوسری طرف جج کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ آئی، اُس نے اپنی مخالفت کو بدستور جاری رکھا اور آخر اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلہ لکھ دیا اور دوسرے دن جب وہ فیصلہ سنانے کیلئے عدالت میں جانے کی تیاری کررہا تھا تو اُس نے نوکر سے کہا مجھے بوٹ پہنادو۔نوکر نے ایک بوٹ پہنایا اور دوسرا ابھی پہنا ہی رہا تھا کہ کھٹ کی آواز آئی اس نے اوپر دیکھا تو

جج کا ہارٹ فیل ہو چکا تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد دوسرے جج کو مقرر کیا گیا اور اُس نے پہلے فیصلہ کو بدل کر جماعت احمدیہ کے حق میں فیصلہ دیا۔ جو اپنوں اور بیگانوں کے لئے انتہائی حیران کن بات تھی اس واقعہ سے احباب جماعت کے ایمان آسمان تک کی بلندیوں تک جا پہنچے۔

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (مشکوۃ کتاب الرقاق) کہ اللہ تعالیٰ کا باغیرت بندہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کرتے ہوئے کسی بات کے متعلق قسم کھا کر کہہ دیتا ہے کہ ایسا ہو جائے گا یا نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے غیور بندے کی لاج رکھ لیتا ہے اور کبھی اُس کو دشمنوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہیں ہونے دیتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ بٹالہ کے عیسائیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور دلائل قاطعہ سے عاجز آکر آپ کی خدمت میں چیلنج بھیجا کہ اگر آپ حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہم ایک خط کے اندر کچھ عبارت لکھ کر لفافہ بند کر کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور آپ اپنی روحانی قوت اور توجہ سے اس لفافے کے اندر کا مضمون بتا دیں۔ اور یوں انہوں نے اپنی طرف سے ایک بڑے مکروفریب کا مظاہرہ کیا اور سمجھ لیا کہ حضور کبھی اس چیلنج کو قبول نہیں کریں گے لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے غیورانہ اور جلالی شان سے فرمایا میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور اس مقابلے کیلئے تیار ہوں کہ دعا اور روحانی توجہ کے ذریعہ آپ کے بند خط کا مضمون بتا دوں، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے بعد آپ کو مسلمان ہونا پڑے گا'' (سیرۃ طیبہ 317)

عصر حاضر کے عصائے موسیٰ نے مکروفریب کے تمام سانپوں کو یکدم نگل لیا اور فریق مخالف اس جواب کے بعد بالکل خاموش ہو گیا جیسا انہیں کوئی سانپ سونگھ گیا ہو۔

سامعین کرام!! یہاں قادیان سے 56 کلومیٹر کے فاصلے پر جانب مغرب ایک شہر امرتسر ہے غالباً آپ میں سے اکثر مہمان وہاں سے ہی گزر کر قادیان پہنچے ہیں اس اعتبار سے بڑا ہی اہم اور عظیم شہر ہے کہ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سر صلیب نے آج سے تقریباً 113 سال قبل کسر صلیب کیلئے 22 مئی 1893 سے 5 جون 1893 تک پندرہ دن عیسائیوں سے مناظرہ کیا۔ جسے جنگ مقدس کا نام دیا گیا عیسائیوں کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم اور مسٹر مارٹن کلارک تھے اس جنگ میں آخری دن 5 جون 1893 انتہائی اہم تھا سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت اسلامی نے مناظرہ کی کایا پلٹ دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیسائی فریق حق اور سچائی ثابت ہونے کے باوجود اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتا چلا جا رہا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ مسٹر آتھم نے کتاب اندرونہ بائبل میں رسول اللہؐ کے خلاف معاذ اللہ دجال کا لفظ استعمال کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے پیشگوئی فرمائی۔

''اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے''۔ اس کے بعد حضورؑ نے مسٹر آتھم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں محکم دلیل ٹھہرے گی یا نہیں؟ (جن کو اندرونہ بائبل میں معاذ اللہ دجال کے لفظ سے آپ یاد کرتے ہیں)

یہ ہیبت ناک پیشگوئی سن کر آتھم کا رنگ فق اور چہرہ زرد ہو گیا۔ ہاتھ کانپنے لگے اور انہوں نے بلا توقف اپنی زبان منہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے جیسا کہ ایک خائف ملزم توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور بار بار لرزتی ہوئی زبان سے کہا توبہ توبہ میں نے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی۔ اور میں نے آنحضرت ﷺ کو دجال نہیں کہا۔

(نزول المسیح صفحہ 165)

سامعین کرام!! آتھم نے پیشگوئی سنتے ہی سب کے سامنے توبہ کی اور یہ پیشگوئی توبہ کے ساتھ مشروط تھی اس لئے آتھم اُس وقت پیشگوئی کے سنگین عواقب سے بچ گیا لیکن بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آگیا۔

اسی مناظرہ کے دوران ایک دن ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چائے کی دعوت پر بلایا حضورؑ نے محض اس وجہ سے چائے کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تو بے ادبی اور توہین کرتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں ہماری غیرت برداشت ہی نہیں کرتی کہ اُس کے ساتھ بیٹھ کر چائے پئیں۔

سامعین کرام! چند ماہ قبل جرمنی میں ایک یونیورسٹی میں تقریر کے دوران عیسائی دنیا کی سب سے بڑی شخصیت پوپ بینڈکٹ نے چودھویں صدی کے ایک عیسائی حکمران منوول کا حوالہ پڑھا کہ مجھے دکھاؤ محمد نے کون سی نئی چیز لائی ہے، آپ اسلام میں بری اور غیر انسانی چیزیں ہی پائیں گے۔

اس حوالے کو پوپ صاحب کا پڑھنا اس حقیقت کی عکاسی کر رہا تھا کہ پوپ صاحب بھی اس کی تائید و توثیق کر رہے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ عصر حاضر میں اسلام کا صحیح اور حقیقی دفاع صرف اور صرف خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہی فرما سکتے ہیں چنانچہ آپ نے پوپ صاحب کے اسلام پر اعتراضات کا مدلل جواب اپنے خطبات میں ارشاد فرمایا جزاہ اللہ احسن الجزاء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی بعض عیسائیوں کی طرف سے اسلام پر شدید حملے و اعتراضات ہوتے تھے بارہا جوابات دینے کے باوجود جب یہ سلسلہ رکنے کا نام ہی نہ لینے لگا تو آخر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت اسلامی اپنی انتہاء کو پہنچ گئی اور عیسائی دنیا کو یہ چیلنج دیا۔

اے یورپ اور امریکہ کے پادریو...... آؤ میرے ساتھ مقابلہ کرو مجھ میں اور تم میں ایک برس کی مہلت ہوگی اس مدت میں خدا کے نشان اور خدا کی قدرت نما پیشگوئیاں تمہارے ہاتھ سے ظاہر ہوئیں اور میں تم سے کمتر رہا تو میں مان لوں گا کہ مسیح ابن مریم خدا ہے لیکن اگر سچے خدا نے مجھے غالب کیا اور آپ لوگوں کا مذہب آسمانی نشانوں سے محروم ثابت ہوا تو تم پر لازم ہوگا کہ اس دین کو قبول کرو'' (تریاق القلوب صفحہ 30)

پھر فرماتے ہیں جب پادریوں کی تکذیب انتہاء کو پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کیلئے مجھے بھیجا اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔

(حقیقت الوحی صفحہ 273)

پچھلی ایک صدی گواہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس اعلان کے بعد کوئی پادری یورپ اور امریکہ سے اس چیلنج کو قبول کرنے کیلئے نہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے صداقت اسلام کے اظہار کی ایک اور صورت امریکہ میں پیدا کر دی۔

سامعین کرام! تقریباً 1900ء میں امریکہ جسے نئی دنیا کہا جاتا ہے وہاں ایک شخص الیگزینڈر ڈوئی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور صیہون نامی ایک نیا شہر بسایا اور یہ اعلان کیا کہ ''مسیح'' اس شہر میں نازل ہوگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے مریدوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اُس کے اخبار نے لکھا کہ اگر یہ ترقی اسی طرح جاری رہی تو ہم بیس سال کے عرصہ میں ساری دنیا فتح کر لیں گے۔

ڈوئی شروع ہی سے اسلام کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اُس کا کہنا تھا کہ محمدن ازم کو ضرور تباہ ہونا چاہئے۔ (پھر لکھا) میرا کام یہ ہے کہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔

(بحوالہ حقیقۃ الوحی)

23 جنوری 1904ء کو مسلمانوں کی تباہی کی پیشگوئی دوہراتے ہوئے لکھا سینکڑوں ملین مسلمان اس وقت ایک جھوٹے نبی کے قبضہ میں ہیں انہیں یا تو خدائی آواز سننی پڑے گی یا وہ تباہ ہو جائیں گے۔

(عبرتناک انجام صفحہ 11)

اُس زمانے میں دنیا بھر کے مسلمان ان شرانگیز معاندانہ اعلانات کو اخبارات میں پڑھتے اور ایک دوسرے کو سنتے سناتے اور خاموش ہو جاتے کیوں کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی اور دوسرے مذہب اختیار کرتی چلی جا رہی ہے اور ان کے ایک عظیم شاعر مسلمانوں کی حالت پر مرثیہ پڑھتے ہوئے کہہ چکے تھے کہ:

تباہی کے خواب آ رہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

مسلمانوں کے شعراء اور دانشوروں کے بیانات سے ثابت ہے کہ انیسویں صدی میں مسلمان اور اسلام ایک بے حس اور بے جان جسم کی طرح تھے اور مشہور شاعر حالی اُن پر مرثیہ و فاتحہ پڑھ چکے تھے۔

سامعین! اگر اس بے جان جسم میں کسی نے جان ڈالی اور روح پھونکی تو وہ خدائی مرسل امام مہدی مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے آپ نے ہر ایسے موقعہ پر غیرت اسلامی کا مظاہرہ فرمایا اور ہر مخالف اسلام سے ٹکر لی اور اُسے کیفر کردار تک پہنچایا اور آپ کے اس غیورانہ مؤقف سے ہی حوصلہ پاکر عام مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ اسلامی غیرت جاگ اٹھی۔ آج کل آپ مسلمانوں میں جو غیرت کا اظہار دیکھتے ہیں وہ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کی تقلید میں شروع کیا گیا قدم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے اظہار میں بعض اوقات احمقانہ عنصر داخل ہو جاتا ہے اور وہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔

ڈوئی صاحب کے بیانات جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملاحظہ میں آئے تو آپ نے اپنی غیرت اسلامی کے جذبہ کے تحت اُسے تحریر فرمایا: ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا ہے یا ہمارا خدا وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سنا دیں بلکہ اُن میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔

(ریویو آف ریلیجن تاریخ احمدیت 3-240)

ایک سال تک ڈوئی نے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوت مباہلہ کو قبول نہ کیا اور نہ بدزبانی سے باز آیا جب بدزبانی کی انتہا ہو گئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے بذریعہ انگریزی اشتہار اُسے مطلع کیا۔

'' مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا'' (تاریخ احمدیت 3-240)

اس کے بعد امریکہ جیسے دنیاوی اعتبار سے طاقتور ملک میں بسنے والا مسٹر ڈوئی جو یسوع مسیح کو خدا مانتا تھا اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نابود کرنے کا عزم رکھتا تھا وہی ڈوئی اشارۃً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

مقابلہ میں آگیا اور لکھا: لوگ مجھے بعض اوقات کہتے ہیں کہ کیوں تم فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان کیڑوں مکوڑوں کو جواب دوں گا اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دم ان کو کچل سکتا ہوں۔ ہندوستان میں ایک بیوقوف شخص جو محمدی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ مجھے بار بار کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں مدفون ہیں جہاں ان کا مقبرہ دیکھا جاسکتا ہے"۔

اگر میں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں"۔

ڈوئی کے اس جواب کے بعد یہ مباہلہ فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہوگیا ہندوستان اور امریکہ میں ایک بہت بڑی تعداد یہ انتظار کرنے لگی کہ جیت کس کی ہوتی ہے ڈوئی کی جو یسوع مسیح کو خدا مانتا ہے اور اپنے آپ کو اس خدا کا پیغمبر کہتا ہے یا مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی جو اللہ رب العالمین خالق ارض و سماوات پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کی طرف سے مسیح و مہدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

سامعین! امریکہ کی زمین و آسمان گواہ ہیں کہ امریکہ نے اسلام اور بانی اسلام اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت وسچائی اُس وقت دیکھ لی جب یکم اکتوبر 1905ء کو ڈوئی پر فالج کا حملہ ہوا لوگوں کو شفا دینے کا دعویٰ کرنے والا ڈوئی ابھی پہلے حملے سے جانبر نہ ہوسکا تھا کہ دوسرا حملہ 19 دسمبر 1905ء کو ہوا اس دوران اُس کے مریدوں نے جب ڈوئی کے گھر کی تلاشی لی تو اُسے ایک شرابی سیاہ کار، خائن انسان پایا۔ ڈوئی ان سب بدنامیوں کو سہتا ہوا 9 مارچ 1907ء کو اس جہاں سے کوچ کرگیا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کہ وہ میرے دیکھتے دیکھتے اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا عبرتناک رنگ میں پورے ہوگئے۔

ہمارا ایمان ویقین ہے کہ جس خدا نے آج سے ایک سو سال قبل امریکہ میں صداقت اسلام کا ایک زبردست نشان دکھایا تھا وہی حی و قیوم خدا آج بھی اسی طرح کے نشانات دکھانے پر قادر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت اسلامی برداشت ہی نہ کرتی تھی کہ اسلام پر کوئی اعتراض ہو اور اس کا جواب نہ دیا جائے اور اسی جذبہ غیرت کے تحت آپ خود بھی اسلام پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات لکھتے اور آپ کی تحریک اور ارشادات سے رہنمائی حاصل کرکے آپ کے صحابہ بھی ان حملوں کا دفاع کرتے اور انہی صحابہ میں سے ایک مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی بھی تھے جب وہ 1905ء میں فوت ہوگئے تو یہی غیرت اسلامی تھی جس نے حضرت مسیح موعود کو انتہائی طور پر فکرمند کردیا۔ آخر یہی آپ کی اسلام کے لئے غیرت اور فکرمندی تھی جس نے اسلام پر حملوں کے مستقل دفاع اور تبلیغ کیلئے شاخ دینیات کے نام سے تعلیم الاسلام اسکول کے ساتھ ہی ایک مدرسہ کا آغاز فرمادیا نیز فرمایا:

''اسلام پر جو اندرونی بیرونی حملے ہوتے تھے مولوی عبدالکریم صاحب نے ان کے دفاع میں اپنی عمر بسر کردی باوجود اس قدر بیماری اور ضعف کے ہمیشہ ان کی قلم چلتی رہتی تھی'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 648)

'' ہماری جماعت میں ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور اس لائق ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر ہورہے ہیں پورا پورا جواب دے سکیں۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 586)

شاخ دینیات کی ابتداء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ٹھیک ایک سوسال قبل 1906 میں فرمائی تھی یہی شاخ دینیات یکم مارچ 1909 کو مدرسہ احمدیہ بنا اور 20 مئی 1928 کو جامعہ احمدیہ کا اس میں اضافہ ہوا۔ جامعہ احمدیہ قادیان ربوہ، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، برطانیہ اور کینڈا نیز افریقن ممالک میں جاری جامعات احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اسلامی ہی کے شاہکار ہیں دفاع اسلام کیلئے ایک مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی قلم وزبان بشری تقاضے کے ماتحت بند ہوئی تو سینکڑوں قلمیں اور زبانیں تیار کرنے کیلئے ایک شاخ سرزمین قادیان میں لگادی۔ بفضلہ تعالیٰ اب یہ شاخ ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں مختلف ممالک میں تناور اشجار طیبہ بنتی چلی جارہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

جامعہ احمدیہ قادیان اپنی تأسیس پر ایک صدی مکمل ہونے پر اس سال یعنی 2006 کے سال کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور شکر بجالانے کیلئے اور دل کی گہرائیوں سے نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود کی دعائیں کرنے کیلئے صد سالہ تقریبات کا انعقاد کررہی ہے۔

اس موقعہ پر یہ عرض کرنا بھی بے جانہ ہوگا کہ جامعہ احمدیہ قادیان کی روز افزوں ترقی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ و روشن ثبوت ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے کچھ دنوں کے بعد ہی بدر 18 جون 1908 میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی طرف سے شاخ دینیات کو باقاعدہ الگ مدرسہ بنانے کی تحریک شائع ہوئی اس پر جماعت احمدیہ کے شدید مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے رسالہ مرقع قادیانی بابت ستمبر و اکتوبر 1908ء میں کچھ ان الفاظ میں تمسخرانہ انداز میں تبصرہ کیا:

''خلیفہ نورالدین نے حکم دیا ہے کہ مرزا کی یادگار میں دینی مدرسہ قائم کیا جائے ہم بھی اس مدرسہ کی تائید کرتے ہیں۔ امید ہے مرزا صاحب کے راسخ مرید، جی کھول کر اس میں چندہ دیں گے کہ آخر یہ مدرسہ ہمارا ہوگا اور مرزائی خیال عنقریب نَسْيًا مَّنْسِيًّا ہو کر رہ جائے گا''

(مرقع قادیانی ستمبر، اکتوبر 1908 صفحہ 3)

اس تبصرے کے بعد تقسیم ملک تک مولوی ثناء اللہ اور اُن کے بے شمار ہمنوا مولوی وملاں تقریباً 39 سال جماعت احمدیہ کو نَسْيًا مَّنْسِيًّا (یعنی نیست و نابود) کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ مگر اللہ عزوجل نے جماعت احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کو ابد الآباد تک زندہ پائندہ بنادیا۔ اس مدرسہ سے فارغ التحصیل علماء و مبلغین کو دفاع اسلام اور تبلیغ اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔ بارگاہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ قیامت تک یہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

دوسری طرف خدائے قہار نے ثناء اللہ امرتسری کو ان کے ہی گھر میں نَسْيًا مَّنْسِيًّا بنادیا وہ 1947 میں ترک وطن کرکے امرتسر سے پاکستان جانے پر مجبور کردیئے گئے اور 15 مارچ 1948 کو سرگودھا میں جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے اور مدرسہ احمدیہ قادیان کو ہتھیانے کی حسرت لئے ہوئے اس جہاں سے کوچ کرگئے۔

امرتسر سے نکلتے ہوئے ان کے سامنے ان کے اکلوتے بیٹے کو ہلاک کردیا گیا اور ان کے گھر کو آگ لگا دی گئی اور انتہائی کسمپرسی کی حالت میں یہاں سے گئے امرتسر میں ان کا گھر اور ادارے کا نام ونشان معدوم ہوگیا۔ فاعتبروا یااُولی الابصار۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہوجائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار
بات پھر کیا ہوئی کس نے مری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم ہوگیا میں کامگار

آخر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی تحریر کا ترجمہ پیش ہے جس کے ایک ایک لفظ سے آپ کی غیرت اسلامی جھلک رہی ہے۔

''عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ کے خلاف بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ خلق کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن وتشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کررکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کردیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔ (آئینہ کمالات اسلام)

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کے دل و دماغ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں سچی اسلامی غیرت پیدا کردے اور پھر اس اسلامی غیرت کا صحیح اور درست طریق پر اظہار کا سلیقہ اور اسلوب بھی سکھادے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَآءُ
(نماز ہی دعا ہے)
منجانب
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اَسد | شہروز | مسرُور

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072
BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046
BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072
PHONE: CITY SHOWRO : 2236-9893, 2234 7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

”حضرت مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ دھرم پشتکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے اَنوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرکٹ ہوئے ہیں“

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی میں حضور علیہ السلام کے متعلق رسالہ ”سرسوتی“ الہ آباد اکتوبر 1906ء میں مسٹر مہندر لال جی کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جو اخبار بدر قادیان کی 13 دسمبر 1906ء کی اشاعت میں طبع ہوا تھا۔ مضمون نگار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان صداقت کے مختلف گوشوں کو اپنے مضمون میں تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ:: اس مضمون میں مختلف جگہوں پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے کچھ نوٹ دیئے ہیں جنہیں ہم حاشیہ میں درج کررہے ہیں۔ یہ مضمون ہمیں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ نے بھجوایا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ہندو دھرم پر چلنے والوں کا بشواس (یقین) ہے کہ سخت کل یگ (فیج اعوج) کے آنے پر بشن بھگوان کلکی اوتار لے کر سنسار (دنیا) کو سیدھے راستہ پر چلانے کے واسطے آئیں گے۔

پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے قادیان نام گاؤں کے رہنے والے حضرت مرزا غلام احمد صاحب یقین دلاتے ہیں کہ دھرم پشتکوں (مذہبی کتابوں) میں جیسا کہ اوتار کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے انوسار (موافق) وہ اس دنیا میں پرگٹ ہوئے ہیں جو لوگ ان کی سکشا (تعلیم) پر چلیں گے وہ ابدی بہشت حاصل کریں گے۔ اسی طرح پر عیسائیوں کا جو اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح پھر آویں گے ان کو چاہئے کہ اب کسی اور مسیح کے آنے کی باٹ (راہ) نہ دیکھیں۔ حضرت ہی کو مسیح سمجھ کر ان پر بشواس (یقین) لاویں۔

سب سے زیادہ زور ان کا مسلمانوں پر ہے۔ مرزا صاحب یقین دلاتے ہیں کہ جو کوئی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو جاننا چاہئے کہ جس مہدی کی سنسار میں آنے کی پیش گوئی قرآن میں کی گئی ہے اور جو شرطیں کی گئی تھیں ان سب باتوں کو انہوں نے پورا کیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ ان کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا 1880ء میں ان کو پرمیشر نے اپنا اِچھا (منشاء) ظاہر کرنے کے لئے چنا۔ ابتدا میں ان کو خبر دی گئی کہ ان کے پاس اچھے لوگ چاروں طرف سے آئیں گے[1] مرزا صاحب ان کے لئے سامان کریں ان کی بہتات سے گھبراویں نہیں[2]

1888ء میں مرید بنانے کی ریت چلی اور احمدی جماعت کا سلسلہ آرنبھ (شروع) ہوا۔ 1891ء میں عیسیٰ ہونے کا دگیاپن (اعلان) دیا گیا اس کا بڑا اختلاف ہوا۔ ان کی دیکھا دیکھی سیالکوٹ کے چراغدین نامی ایک مسلمان نے بھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جس کے لئے مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی کی کہ وہ بہت بُری طرح مارا جاوے گا۔ جس کے موافق اس کی موت پلیگ سے ہوئی[3]

یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ جب مہدی آئے گا تب چاند اور سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن ہوگا

(مہدی مسعود کا یہ نشان قرآن کریم میں اشارۃ النص کے طور پر آیا ہے اور حدیث صحیح میں کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر)

چنانچہ 1894ء کے رمضان میں 13 تاریخ کو چاند گرہن اور 27 تاریخ کو سورج گرہن ہوکر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

امرتسر کے ایک پادری نے حضرت کی نِندیا کی (حضرت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - ایڈیٹر) 15 مہینے کے اندر اس کے مرجانے کی پیشگوئی کی گئی مگر پادری نے اپنے کرتوت (فعل) پر اپنے ہردے بڑی پشچاتاپ (توبہ) کی اس سبب سے وہ موت کے پنجہ سے بچ گیا مگر جب عیسائیوں نے قسم کھلا کر اس سے یہ بات پوچھی تو اس نے پشچاتاپ کرنے سے انکار کیا اور جلدی ہی مرگیا[4]

پلیگ (طاعون) کا اس ملک میں آنا سب سے پہلے مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں ظاہر کیا۔ یہ 1887ء کی بات ہے اور اس کا (طاعون کا) عالمگیر ہونا ان کو 1898ء میں معلوم ہوا۔

پنجاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام کا مارا جانا کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ پنڈت جی مرزا صاحب سے بات چیت (مباحثہ) کرنے کے لئے خود قادیان گئے تھے وہیں ان کی موت کا وقت انکو بتایا گیا[5] جو اتنا سچ نکلا کہ قاتل کا پتہ لگانے کے لئے مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی ہوئی۔

براہین احمدیہ میں سوامی دیانند سرتی کی موت کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا وہ بھی ٹھیک نکلا ان سب نشانات کو دیکھ کر ان کے مسلمان اُن پر ایمان لائے ہیں۔ آج کل ان کے سماج (سلسلہ) میں تین لاکھ آدمی ہیں۔ وہ افغانستان، افریقہ، عرب، ایران، آسٹریلیا، سٹریٹ سٹلمنٹ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی سوانح عمری اپنے آپ لکھی ہے اور اپنے پرشوں (اجداد) کا برتانت (حال) کہتے ہوئے ان کو قندھار کا مغل بتایا ہے۔ ہندوستان میں آکر انہوں نے اسلام پور نام گاؤں بسایا جس کا اصل نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ یہ جگہ لاہور سے 50 کوس کے فاصلہ پر شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی گاؤں کا نام قادیان ہوگیا ہے۔ مغل لوگ اسرائیلی خاندان کے ہیں اور اسی نیشن میں عیسیٰ کا ہونا بتایا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے تحقیق کیا ہے کہ کشمیری اور افغان قدیم اسرائیلی خاندان کے لوگ ہیں۔ مرزا صاحب کا جنم 1835ء میں ہوا تھا۔ اس سمے ان کا خاندان بہت غریب ہوگیا تھا۔ سکھوں نے ان کی بہت سی پرانی جائیداد برباد کر ڈالی تھی جس کے حاصل کرنے کے لئے ان کے پتا (والد صاحب) کو بڑے مقدمے لڑنے پڑے ان کے جنم سے ان کے سابق خاندان کا خاتمہ ہوا۔ پرماتما نے ان کو کہہ دیا تھا کہ اب اس خاندان کا نئے سر سے نام ہوگا اور ایسی عزت بڑھے گی کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت لینگے۔ بچپن میں انہوں نے اچھے اچھے مولویوں سے فارسی اور عربی پڑھی۔ باپ سے انہوں نے حکمت پڑھی بڑے ہوکر زمینداری کے کاروبار میں پتا کو سہارا دیا اور پتا کی اجازت سے کچھ دن انگریزی سرکار کی نوکری بھی کی انہیں دنوں آپ کو یہ معلوم ہوا کہ نوکری پیشہ لوگ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں کیونکہ ...... ان کی تمام دلی خواہشیں حرام یا حلال مال حاصل کرنے ہی تک محدود ہیں۔ بہتیرے تکبر اور بدچلنی، دین کی لاپرواہی اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ میں شیطان کے بھائی ہیں۔ اس لئے نوکری چھوڑ کر آپ پھر زمینداری کے کام میں لگے مگر اپنا بہت سا وقت قرآن شریف کے پڑھنے میں صرف کرتے تھے۔ انہیں دنوں ان کے پتا نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے ٹھاٹ باٹ (شان وشوکت) سے آئے ہیں۔ پتا نے آپ کو نذر دینے کے لئے ایک روپیہ نکالا مگر وہ کھوٹا نکلا۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت کھوٹے روپیہ

❁ خدا میرے پر تجلی فرما ہوا۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں مجھے اس نے کہا کہ تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے گی کہ لوگ کہیں گے کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں ❁

---

1 : يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ والی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے - ایڈیٹر)

2 : (وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس والی پیشگوئی کا اشارہ ہے - ایڈیٹر)

3 : (یہ واقعہ تو بالکل صحیح ہے لیکن بخیال اصلاح و توضیح اس پر اتنا مستزاد کرنا ضروری ہے کہ چراغ دین جموں کا رہنے والا تھا اس کے لئے حضرت اقدس نے پیشگوئی میں صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہوگا۔ چنانچہ جب اس نے مخالفت کا علَم بُلند کیا اور حضرت حجۃ اللہ کی مخالفت میں بے باکی سے قلم اٹھایا بلکہ حضرت اقدس کی ہلاکت کے لئے دعا مانگی اور مباہلہ کیا کہ کاذب کو خدا طاعون سے ہلاک کرے وہ اپنے خیال اور یقین سے حضرت اقدس کو معاذ اللہ کاذب سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے اپنے جلال کے لئے یہ کرشمہ دکھایا کہ خود اس کو ہلاک کیا جس سے ثابت ہوگیا کہ وہ کاذب تھا اور حضرت اقدس کو صحیح سلامت رکھا۔ چنانچہ ابھی وہ کتاب کو تمام وکمال چھپ کر دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ نہایت سختی سے پلیگ سے ہلاک ہوا اور حضرت کی سچائی پر مہر کر گیا - ایڈیٹر)

4 : (اصل بات یہ ہے کہ آتھم عیسائی نے پندرہ مہینے کے اندر پیشگوئی کے موافق رجوع الی الحق کی شرط سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن جب اس حق کو اس نے چھپایا اور باوجودیکہ اس کو قسم کھانے کے لئے حضرت اقدسؑ نے بلایا او چار ہزار روپیہ انعام بھی دینا چاہا کہ اگر وہ قسم کھائے کہ میں نے اس پیشگوئی سے ڈر کر رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور ایک سال کے اندر فوت ہوجاوے گا اور اگر قوت ہو تو چار ہزار روپیہ انعام لے مگر وہ قسم کے لئے نہ آیا اور یوں حق پوشی کے جرم کا مرتکب ہوا تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے اسے ہلاک کر دیا - ایڈیٹر)

5 : (اصل یہ ہے کہ قادیان میں اگرچہ انہوں نے حضرت اقدس سے نشان مانگا تھا جس پر حضرت اقدس نے اس کی تحریری اجازت لے کر اس کے متعلق وہ پیشگوئی شائع کی جس میں اس کی موت، صورت موت اور وقت موت سب کچھ بتا دیا گیا تھا - ایڈیٹر)

کی سی ہے ان کے پتا نے اپنی عمر مقدمے لڑنے میں ہی کاٹی تھی اس سے ان کو اپنے جیون کا بے ارتھ (ضائع) جانا بہت افسوس اور فکر کا باعث ہوگیا۔ اسی بچار سے انہوں نے ایک مسجد بنوائی اور جونہی وہ پوری ہوئی تونہی ان کا دیہانت (انتقال) ہوگیا۔ اسی مسجد میں ان کی اِچھا اَنُومار (مرضی کے موافق) بتائی ہوئی جگہ پر ان کی قبر بنائی گئی۔

پتا کے مرنے کے دن ہی حضرت کو پہلا الہام ہوا جس کا ارتھ یہ تھا کہ آج سورج است (غروب آفتاب) پیچھے پتا کا انتقال ہوگا اور ویسا ہی ہوا جب انہیں دنیا کے آدمیوں کی طرح پتا کے مرجانے کا سوچ ہوا تب دوسرا الہام ہوا جس کا یہ مطلب تھا کہ کیا ایک پرانی کے لئے پرمیشر کافی نہیں ہے۔ اس الہام سے ایسی تسلی ہوئی کہ بیان نہیں کی جاتی۔ یہ الہام ایک نگینہ پر کھدوا کر اس کی ایک انگشتری انہوں نے بنوالی۔ مرزا صاحب ابتدا ہی سے پرماتما کے بڑے بھگت ہیں ان کا یقین ہے کہ ان سے ایشور کی بھی بڑی محبت ہے ایک مرتبہ انہیں خواب میں ایک مہاتما نے اپدیش دیا کہ پوِتر لوگوں کو روزے رکھنا بڑی ضروری بات ہے۔ مرزا صاحب نے اس کے موافق روزوں کا رکھنا شروع کیا مگر دکھاوٹ کے لئے نہیں ان کا قاعدہ تھا کہ گھر سے کھانا منگوا کر چپ چاپ کسی اناتھ (یتیم) کو دے دیتے رات کو ایک بار کھانا کھاتے تھے اس کو بھی آپ نے گھٹانا شروع کر دیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دن رات چند تولے روٹی کھاتے تھے اس پر بھی انہیں کچھ کشٹ (تکلیف) نہیں ہوا۔ ان کے آتمک (رُوحانی) بچار بہت بڑھ گئے اور حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار انہیں جاگتے ہوئے دکھائی دیا۔ اس روپ کا برنن کرنا کٹھن ہے کیونکہ دنیا کی آنکھ سے یہ دُور ہے نو دس مہینے اسی طرح گذرے اس کا پھل انہیں یہ ملا کہ بھوک پیاس بس (قابو) میں ہوگئی۔ ایک موٹا پہلوان بھی ان کے برابر بھوکا نہیں رہ سکتا۔ تیرہویں صدی گذرنے پر جب چودھویں صدی لگی تب یہ عجیب واکیہ مرزا صاحب کو ملا[6] کہ ایشر ہی نے تجھے قرآن سکھلایا ہے اور اس کا مول نتو (صحیح مطلب) تجھ پر کھول دیا ہے یہ اس لئے ہوا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جو پشت در پشت سے غفلت اور غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس سے وہ راہ راست پر آجائیں گے ان کو کہہ دے کہ میں پرمیشر کی طرف سے لوگوں کی طرف مقرر کیا گیا ہوں۔ یہ بچن براہین احمدیہ نام پشتک (کتاب) میں چھاپا گیا۔ گیارہ برس ہوئے جب (اب تو پچیس سے زیادہ ہوئے -ایڈیٹر) مرزا صاحب نے اس کتاب کو شائع کیا تھا۔

ان کے سلسلے میں سیدھے سادھے بھولے مسلمان ہی نہیں بلکہ کتنے ہی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کلکٹر، تحصیلدار، اسسٹنٹ سرجن، ہاسپٹل اسسٹنٹ وغیرہ اور کئی رئیس، جاگیردار، علاقہ دار اور نوابوں کی اولاد ہیں۔ اور کتنے ہی منش (انسان) جو پہلے برے چال چلن تھے ان کے اپدیش (نصیحت) سے نیک بن گئے ہیں۔ مرزا صاحب انگریزی سرکار کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ مسلمانوں میں کافروں کے مارنے کے لئے جو جواز کرنے کی بات ہے اس کا یہ کھنڈن (رد) کرتے ہیں۔ اپنے پیغمبر ہونے کے رشتہ میں کہتے ہیں:

خدا میرے پر تجلی فرما ہوا۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں مجھے اس نے کہا کہ تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے گی کہ لوگ کہیں گے کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں ......دعائیں قبول ہوتی ہیں پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ ان باتوں میں کوئی تیرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ نشان مجھے اس لئے دیئے گئے جن سے میں اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جس کی طرف ایک دن ہر ایک کو جانا ہے۔ آج کل جو بار بار زلزلے آرہے ہیں ان کا آنا بھی مرزا صاحب نے بہت پہلے سے کہا ہے ان کو پرمیشر سے جو بچن ملتا ہے انہیں یہ اپنے اخباروں میں چھپوا دیتے ہیں۔ قادیان سے بدر، الحکم، دنیا کے مذاہب پر نظر اردو میں اور انگریزی میں ریویو آف ریلیجنز چار اخبار نکلتے ہیں۔ (اب تو سات ہیں-ایڈیٹر)

حضرت نے ابھی حال میں ایک تجویز یہ نکالی ہے کہ قادیان میں ایک جگہ ایسی بنائی جاوے جہاں دھارمک (صلحاء) لوگ مرنے کے بعد دفن ہوں اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا ہے۔

مرنے کے بعد یہاں دفن ہونے کی خواہش کرنے والوں کو اپنی جائیداد کا دسواں حصہ سرکار میں مقبرہ کے نام لکھوا دینا چاہئے۔[7] غریب احباب مفت جگہ پائیں گے۔ آج کل قادیان میں حضرت کے درشن کو بہت سے یاتری جاتے ہیں ان کے لئے ایک لنگر خانہ کھولا ہوا ہے جہاں سب کو بھوجن ملتا ہے مرزا صاحب کی تصویر امریکہ تک کے اخباروں میں چھپ چکی ہے۔ میں آگرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا بہت دھنباد (شکریہ) ادا کرتا ہوں۔ آپ ہی سے میں نے پہلے پہل حضرت کا نام سنا تھا تب سے میں برابر حضرت مرزا صاحب کی بانیوں (تقریروں) کو بڑی محبت سے پڑھا کرتا ہوں۔ (مہندر لال)

اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(منقول از آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893ء)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور، اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نُور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سَو بار جگایا ہم نے

جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اُس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

زُعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افتراء ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نُور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اُڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اِک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چُھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دِلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ تیرا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز | الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ | **کاشف جیولرز**
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ | گولبازار ربوہ
فون 047-6213649 | 047-6215747

6 (یعنی الہام ہوا-ایڈیٹر)

7 (اصل یہ ہے کہ یہ حصہ مقبرہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اشاعتِ اسلام اس کی غرض ہے-ایڈیٹر)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند پہلو

الحاج ماسٹر نذیر احمد عادل، زعیم انصار اللہ، شورت، کولگام۔ کشمیر

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُم عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ
اَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس:14)

یعنی میں تم میں اس سے یعنی دعویٰ سے پہلے ایک عمر بسر کر چکا ہوں تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ عین اسی طرح بچپن سے لیکر آخری ایام زندگی تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوری زندگی صاف و پاک، بلا داغ گزری ہے۔ خداوند عالمین کے نیک بندوں پر بچپن ہی سے نیک سیرتی کے آثار نظر آتے ہیں وہ ہمیشہ لغو اور فضول کاموں سے بچتے ہیں۔ کوئی بھی شخص ان کی پہلی یعنی ابتدائی زندگی پر کوئی الزام لگا نہیں سکتا ہے۔ بلکہ ان کی ساری زندگی قابل تعریف ہوتی ہے۔ ان میں ابتداء ہی سے دل میں دین اسلام اور خدا کی محبت رچی ہوتی ہے اور دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش ہوتے ہیں دنیا میں رہتے ہوئے بھی آخرت کی فکر ہوتی ہے۔ عبادات، ذکر و اذکار میں محو ہوتے ہیں اپنا اکثر وقت خدا کی عبادت کرنے میں گزارتے ہیں۔ دنیا کی محفلوں سے ہمیشہ جدا رہ کر تنہائی میں رہنا پسند فرماتے ہیں۔ یہی اصول مسیح الزمان کا بچپن ہی سے رہا ہے۔ رات دن بارگاہ الٰہی میں سربسجود رہتے تھے یہاں تک کہ روٹی تناول کرنا بھی بھول جاتے تھے۔ اگر کچھ وقت بچتا تھا تو اسلام کی خوبیاں بیان کرنے میں قلم اٹھا کر صرف کرتے۔

آپ بچپن میں اعلیٰ درجہ کے باحیا اور بردبار تھے آپ کی عادت زیادہ عام بچوں کی طرح کھیل کود نہ تھی۔ جھوٹ، ہنسی، مخول اور آوارہ بچوں میں ان کا اٹھنا بیٹھنا نہ تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بالکل متنفر تھے۔ آپ تنہائی کو زیادہ پسند فرماتے تھے ایک بار کسی شخص نے ان کے والد محترم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کیلئے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ جواب ملا کہ جاؤ مسجد شریف کے کسی کونے میں اس کو تلاش کرو۔

معلوم ہوا کہ وہ ابتداء ہی سے دنیا کی محفل سے بیزار تھے اور ہر وقت یاد خدا، ذکر الٰہی میں محو رہتے تھے۔ یہ بھی ان کی صداقت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے جس کی آنکھیں ہوں جلد پہچان سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند امور قلمبند کرتا ہے۔

❖ــ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (سورة المجادلہ) کہ خدا نے روز ازل سے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب آکر رہیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گمنام بستی قادیان سے اکیلے دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اس زمانہ کیلئے مسیح اور مہدی ہوں اور اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے الہاماً فرمایا کہ:

I shall give you a large party of Islam

جو اس وقت حرف بحرف پوری ہوئی۔ اگر اس کے ساتھ خدا کی نصرت نہ ہوتی تو ایسا کبھی دیکھنے میں نہ آتا۔ اس وقت احمدیت لگ بھگ 185 ممالک میں پھیل چکی ہے کیا یہ صداقت کی دلیل نہیں؟

❖ــ الہامات کی کثرت کا ہونا اور ان کا سچا نکلنا:: کبھی کوئی الہام غلط ثابت نہ ہوا۔ جھوٹا ملہم قتل کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام طبعی موت سے جس کی خبر پہلے ہی خداوند کریم نے دے رکھی تھی ہوئی۔

❖ــ دعویٰ سے پہلے لوگ ہر رنگ میں اس کی تعریفیں کر رہے تھے۔ خاص طور پر براہین احمدیہ تالیف کرنے کے بعد بڑے بڑے علماء تعریفوں کے پل باندھتے آئے لیکن دعویٰ کرنے کے بعد یہی لوگ بدترین دشمن بن کر مخالف ہو گئے۔ بالکل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سی مثال ہے جن کو کہ عرب کے لوگ دعویٰ سے قبل امین وصدوق تصور کرتے تھے اور دعویٰ نبوت کے بعد سخت مخالف ہو گئے۔ یہ بھی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ گزشتہ نبیوں اور رسولوں سے ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔

❖ــ مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی بچپن ہی سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پاکیزہ، نیک، بے عیب، درخشندہ، حلیم و شریف اور سادہ تھی۔ زیب و زیبائش، فخر، تکبر سے خالی تھی، انکساری عاجزی ان کا شیوہ تھا جو ایک پیغمبر کی نشانی ہوتی ہے۔

❖ــ مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہونا اور ساتھ ہی تائید حق کا حاصل ہونا۔ خداوند کریم نے ان کو ہر میدان میں ترقی دی، فتح دی، کامیابی دی، اپنے مکالمہ و مخاطبہ میں بے مثال رہے۔ ان کے ساتھ کسی عالم و فاضل کو مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی جو خبر خدا نے دی ٹھیک نکلی کبھی مایوسی نہ ہوئی۔

❖ــ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح عربی کتب کا لکھنا جبکہ ان کو عربی زبان میں خاص دسترس حاصل نہ تھی بلکہ خدائی نصرت شامل حال تھی دنیا کے عالموں کو ایسی کتب تحریر کرنے پر چیلنج دیا اور ساتھ ہی انعام بھی مقرر فرمایا۔ مگر کون ایسا کر سکتا ہے یا کر سکتا تھا۔

عربی زبان نہ جاننے کے باوجود بھی تائید حق اور اس کے فضل و کرم سے عربی زبان میں کئی مناجات اور نعت در مدح نبی بھی ضبط تحریر میں لا کر اس بات کا پورا ثبوت دیا کہ میرے ساتھ خدائی ہاتھ ہے۔

❖ــ لاہور کے ایک جلسۂ مذاہب عالم میں اسلام کی خوبی پر ایک تقریر زیر عنوان ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی۔ جس پر قبل از وقت الہام بھی ہوا تھا کہ آپ کا مضمون سب سے بالا رہا۔ آخر پر ایسا ہی ہوا کہ تمام مذاہب والوں کی تقاریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر ہی بالا رہی۔ ثابت ہوا کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدائی تائید و نصرت وابستہ ہے۔

❖ــ ایک عجمی ہو کر عربی زبان پر عبور ہونا کیا صداقت کیلئے کچھ کم ہے؟ ایک دفعہ اپنی ایک عربی تقریر میں عوام کو اس بات کی پہلے ہی تاکید کی کہ دوران تقریر ہی مجھ سے کوئی سوال پوچھ سکتے ہو بعد میں نہیں کیونکہ یہ میری زبان نہیں ہوگی اور مجھے خود بھی پتہ نہیں میں کیا کچھ بولتا ہوں لہذا کوئی بھی سوال دوران تقریر ہی کرنا تا کہ میں جواب دے سکوں۔

❖ــ آتش افشاں بر در و دیوار من والا شعر کوئی جھوٹا مدعی اپنی زبان پر لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پارہ پارہ کن بدکار را نیز دشمنم باش و تباہ کن کار من۔ شاد کن ایں زمرۂ اغیار را۔ وغیرہ ایسا کلام وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اپنی صداقت کا کمال یقین حاصل ہوگا ورنہ ایک جھوٹا دعویٰ کرنے والا ایسے الفاظ زبان پر لا نہیں سکتا ہے بلکہ تھر تھرائے گا۔

❖ــ ہر کوئی مخالف جو بھی مسیح موعود کے مقابلہ کیلئے کھڑا ہوا اس کا انجام بُرا ہوا وہ حسرت کی موت مرا اور باقیوں کیلئے لمحہ فکر بنا۔ کئی دشمنوں کا نام و نشان ہی نہ رہا اور نہ ہی ان کا نام لیوا باقی رہا جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے برعکس مسیح موعود ہر میدان میں فتح و ظفر حاصل کر کے تادم آخیر کامیابی و کامرانی میں پیش پیش رہا کیونکہ واقعی یہ خود کاشت پودا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ الٰہی طاقت کارفرما تھی جو اس کو ہر میدان میں کامیابی بخشتی تھی۔

❖ــ جلسہ سالانہ قادیان کے ابتداء میں صرف 70 افراد جماعت شامل ہوئے تھے۔ آج زائرین جو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت فرما رہے ہیں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ اور یہ خدائی وعدہ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ وَيَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ کا الہام صادق آتا ہے جو آج کل ہو بہو پورا ہو رہا ہے۔ جھوٹے مدعیان کی عمر چھوٹی ہوتی ہے وہ جھوٹے الہامات سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتے ہیں۔ اس کے برعکس سچے ملہم حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے الہامات کو ہمیشہ خدا نے سچا ثابت کر دکھایا اور دشمنوں کو ناکام بنا کر ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہ چھوڑا۔ آج احمدیت دنیا کے کونے کونے میں جا پہنچی ہے اور اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔

❖ــ دعاؤں کا قبول ہونا:: ایک طالب علم عبدالکریم صاحب، جس کو پاگل کتے نے کاٹا تھا ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا اور کہا:

NOTHIIN CAN BE DONE FOR ABDUL KARIM

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ناامیدی کی حالت میں لایا گیا اور مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے حق میں شفایابی کیلئے دعا مانگی تو خداوند عالمین نے قبول فرمائی اور عبدالکریم جس کو تمام ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا تھا بالکل صحت یاب ہوا۔ اس کے علاوہ اور کئی واقعات ہیں۔

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

❖ــ طاعون اور زلزلوں کے متعلق تمام پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور اعلان فرمانا کہ طاعون احمدیوں پر کوئی اثر نہ کرے گی بلکہ مخالفوں کو اڑا دیگی۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ قادیان شہر میں طاعون نے کافی حملہ کیا ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے لیکن خدا کے فضل سے تمام کے تمام حقیقی احمدی اس ہلاکت سے بچ گئے۔ الحمد للہ یہ سچائی کیلئے کچھ کم نشان ہے جو ظاہر ہوا؟

❖ *I shall give you a large party of Islam. I am with you, dont worry. Though all men should be angry, but God is with you . He shall help you. I Love you You must do what I told you. I shall help you. I can't wait, I will do. God is comming by his army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Words of God can't exchange.*

مندرجہ بالا چند انگریزی زبان میں الہامات واضح طور پر بتاتے ہیں کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کوئی غیبی ہاتھ ہے جو یہ سب کچھ بول رہا ہے یا بول رہا تھا جو آج کل پورا ہو رہا ہے اسی کو منجانب اللہ کہتے ہیں اسکے علاوہ اردو، فارسی، پنجابی، وغیرہ زبانوں کے علاوہ عربی زبان میں بھی ایسے کافی الہامات ہوئے ہیں جو ایک ایک کر کے پورے ہوئے۔ کیا یہ ایک کاذب اور مفتری کا کاروبار ہے یا صادق کا، فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں اور میں ایک دو الہام پڑھنے اور غور کرنے والوں کیلئے ضبطِ تحریر میں لاتا ہوں وہ یہ ہے:

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

يَا دَاوُدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّاِحْسَانًا یعنی اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کیساتھ معاملہ کر۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفوں کی مخالفت اور بد زبانی پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کافی صبر و تحمل سے کام لیکر ان کے حق میں اصلاح ہونے کی ہمیشہ دعائیں مانگی۔ البتہ مباحثہ اور مباہلہ کی دعوتیں دیتے رہے لیکن کوئی سامنے نہ آیا یعنی ''ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے'' والا شعر شاہد ناطق ہے۔

❖ــ لوگوں کی مخالفت پر سابق رسولوں کی طرح خداوند کریم سے ان کی اصلاح کیلئے ہمیشہ بارگاہِ ایزدی میں سربسجود رہے اور دعائیں مانگتے رہے اور فرماتے رہے کہ اے خدا ان لوگوں نے میرا منصب

پہچانا نہیں ان کو معاف کردے۔ کسی کے لئے بددعا نہ مانگی بلکہ امت رسولؐ کی خیر خواہی ہی چاہی۔

❖— آج کل وہ پودا جو خدائی بشارات پر خداوند کریم نے خود مسیح موعود کے ذریعہ قادیان کی ایک گمنام بستی میں جہاں عرب کی طرح کفر ہی کفر اور شرک و بدعت کا جال پھیلا ہوا تھا لگا دیا، اپنی بڑی بڑی شاخیں روئے زمین پر پھیلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ خدا کے فضل سے اس وقت 187 ممالک میں احمدیت کا ایک تناور درخت پھیلا ہوا ہے جس کے مشن دن رات اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور غیر مذاہب والوں تک حقیقی اسلام اور قرآن پاک کا ان ہی کی زبانوں میں ترجمہ کر کے بھیج رہے ہیں۔ وہی دین جو محمد مصطفیٰ لیکر آئے تھے دنیا کے کونے کونے تک پھیلانے کی فکر میں ہیں۔ جبکہ باقی ملا جو عالم فاضل کہلانے والے، مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیکر اجر عظیم تصور کرتے ہیں۔

❖--- خدائی وعدہ کہ لاغلبن انا ورسلی کہ خدا کے رسول ہمیشہ غالب رہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اگر اس کا دعویٰ کرنا جھوٹا ہوتا تو کب کا یہ سلسلہ ناپید ہو جاتا اس کے برعکس نئے نئے ممالک بڑے بڑے علماء اور بادشاہ اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں یہ خدائی نصرت نہیں تو اور کیا ہے؟

❖— نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام مہدی کے زیادہ تر مخالف اس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہونگے اور اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے ایسا سب کچھ مسیح موعودؑ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش آیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہدی اور مسیح ہونے کا اعلان فرمایا وہ لوگ جو پہلے اس کی خوب تعریفیں کر رہے تھے اس کو بہت بڑا عالم اور فاضل، دینِ اسلام کا مجاہد قرار دیتے تھے بعد میں وہی لوگ دشمن، قاتل ثابت ہوئے اور سخت مخالفت میں پیش پیش رہے یہاں تک کہ حکم کفر بھی دے دیا یہ بھی سچائی کی ایک قوی دلیل ہے۔ ''گر دل میں ہو خوف کردگار''

❖— سچ کی ہمیشہ مخالفت ہوتی ہے۔ گزشتہ نبیوں سے بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ رحمۃ للعالمین ختم المرسلین احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اُس زمانہ کے لوگوں نے کیا کچھ نہ کیا اس کیلئے تاریخ گواہ ہے۔ لہذا ایسا ہونا بھی صداقت کی نشانی ہوتی ہے۔

❖— نبی پاک ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مقررہ وقت پر اپنا دعویٰ پیش کرنا اور ہر مخالف کو مقابلہ مناظرہ اور مباحثات کی دعوت دینا:: اسلام جس کا فقط نام باقی رہ گیا تھا کو از سرنو لوگوں کے دلوں میں زندہ کرنا اور اس کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہونیکی نصیحت فرمانا قرآن کو عزت دینا اس کی تعلیم دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا، اپنی طرف سے مبلغ کھڑا کرنا اور تبلیغ اسلام غیروں میں کرنا، عبادات، نماز، روزہ حج، زکوۃ پر زور دینا، اپنا تن من دھن اسلام پر قربان کرنا۔ مسلمان را مسلمان باز کردن پر کمر کسنا، توحید پر زور دینا ایسا سارا کام ایک مجدد اور برگزیدہ نبی ہی کر سکتا ہے۔

❖— اسلام دشمن عنصر کا منہ بند کرنا ان پر اسلام کی خوبی بیان کرنا۔ توحید کا پرچم بلند کرنا، دعوت حق دینا، دن رات ایک کر کے اپنی نیندیں حرام کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود رہنا۔ قوم کی اصلاح کیلئے گریہ وزاری کرنا، اپنا آنسو بہانا اور اپنے نبی پاکؐ پر درود وسلام بھیجنا، کفر وشرک کیلئے جنگ لڑنا اس کی سچائی کیلئے کیا کم دلیل ہے۔؟

❖— عشق رسول صلعم کا غالب ہونا، اس کی مدح میں نعتیں لکھنا اور ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو بہانا ایک عاشق صادق کیلئے بہت بڑا نشان ہے

❖— مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری ملکیتی زمین اسلام کی خاطر وقف کر دی۔ جس کے لئے بہشتی مقبرہ کا وسیع خطہ، مساجد کے لئے رقبہ جات، جلسہ گاہ، مدرسہ احمدیہ۔ مہمان خانہ کے علاوہ لنگر خانہ کیلئے اپنی ملکیتی رقبہ جات محض دین اسلام کیلئے وقف کرنا کیا اس کی سچائی کے لئے کافی نہیں۔؟

❖— لیکھرام اور ڈاکٹر ڈوئی کے علاوہ محمد حسین بٹالوی کی نسبت پیشگوئیوں کا پورا ہونا ان کی عبرت ناک موت کی خبر پہلے ہی شائع کرنا آپکی سچائی کی دلیل ہے۔

❖--- حدیث فارسی الاصل کا ہونا:: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نسب نامہ صاف بتاتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پورا خاندان اصل میں مغل ہے جو بعد میں ہندوستان ہجرت کر کے آیا ہے۔

❖— حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلعم نے فرمایا کہ امام مہدی کدعہ نامی بستی سے ظاہر ہوگا۔ (بحار الانوار جلد 13 صفحہ 23)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو سو چالیس (1240) سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو ظاہر فرمائے گا اور ایک خلق عظیم ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گی۔ ملاحظہ ہو النجم الثاقب صفحہ 209۔

لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عین مقررہ وقت پر اپنا دعویٰ پیش کیا کیا اب بھی کوئی شک کی بات ہے؟

❖— سورج گرہن اور چاند گرہن کا اپنے وقت پر لگنا:: نبی پاک صلعم نے امام مہدی کے ظہور کیلئے ایک خاص پیشگوئی فرمائی تھی جو آج تک کسی نبی کیلئے مخصوص نہ تھی، وہ یہ کہ ماہ رمضان کی 13 تاریخ کو چاند کو اور 28 تاریخ کو سورج کو گرہن لگے گا۔ یہ نشانی اس کی صداقت کو ظاہر کرے گی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ یہ دونوں گرہن ماہ رمضان کے مہینے میں ہی اپنی اپنی تاریخ پر لگ جائیں گے جس کو کسوف وخسوف فرمایا گیا ہے۔ یہ دونوں گرہن 1894ء میں اپنی مقررہ تاریخ پر لگ گئے جونہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو ادھر وحدہٗ لاشریک خدا نے خود اس کی سچائی کیلئے یہ دونوں گرہن بطور ثبوت پیش کئے۔ (دار قطنی صفحہ 188)

❖— مہدی کے متعلق کُنت کنزا مخفیا کے الفاظ آئے ہیں۔ ابجدی حساب سے میزان حروف کرنے سے 1390 بنتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

ک=20+ن=50+ت=400

ک=20+ن=50+ز=7+ن=50

م=40+خ=600+ف=80+ی=10

الف=1 کل جمع 1328 بنتے ہیں یعنی چودہویں صدی کا سر۔ حدیث نبوی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا۔

❖— قرآن مجید میں واضح الفاظ میں اس کا ذکر موجود ہے کہ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ...... اِسْمُہٗٓ اَحْمَدُ یعنی میرے بعد ایک رسول آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ بحالانکہ وہ بلایا جاتا ہو اسلام کی طرف۔ قرآن پاک میں احمد رسول کے آنے کی خبر ہے اور اس کو لوگ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں گے جو بالکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ثابت ہوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو خود اسلام کے بانی تھے۔ آپ کو اسلام کی طرف دعوت دینے کا کیا مطلب؟

❖— آخری زمانہ میں جس میں مسیح موعود کے آنے کی بشارت دی گئی تھی میں وہ تمام باتیں پوری ہو گئی ہیں اور ہو رہی ہے جیسے کہ اونٹوں کا بیکار ہونا، تیز رفتار سواریاں نمودار ہونی، جابجا نہریں کھودنی، پیداوار بڑھانا، بے حیائی کا عام ہونا، والدین کے بجائے دوستوں سے پیار دکھانا، مساجد ہدایت سے خالی ہونگی مگر ان کی زیبائش کا عام رواج ہونا، اس وقت لوگوں کا دین دِرہم یعنی روپے ہونگے اور عورتیں ان کا قبلہ، آسمان کی کھال اتارنی، حسد، ضد، تعصب زیادہ ہونا، دنیا پرستی ہوگی، ایمان ثریا ستارے تک پہنچ چکا ہوگا، آمد ورفت کیلئے پہاڑ کاٹے جائیں گے، مشرق مغرب سے اور جنوب شمال سے ملایا جائے گا یعنی تار، ٹیلی فون کا سلسلہ قائم ہوگا، مہینوں کا سفر دنوں میں طے ہوگا وغیرہ، ذرا غور کر واور سوچو کیا پھر بھی کوئی انکار ہے مسیح آخر الزمان کے ماننے میں؟ تعجب ہے۔!!

❖— ستارہ ذوالسنین کی پیشگوئی بھی مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں پوری ہوئی۔

❖— اس زمانہ میں دجال کا دور دورہ ہوگا۔ دجل عربی لفظ ہے اس سے مراد روس اور امریکہ دو بڑی طاقتیں ہیں جو اس وقت پوری دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ دجال کا گدھا اور دجال کو ایک آنکھ والا قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ دجال کا گدھا اس زمانہ کی ریل ہے جو آگ سے چلتی اور دھواں چھوڑتی ہے۔ ایک آنکھ کا اندھا ہونا صاف بتاتا ہے کہ اس کی روحانی آنکھ بند ہوگی اور دنیاوی آنکھ کھلی ہوگی یہ تماشہ بھی ہم اسی دجالی قوم میں بخوبی پاتے ہیں اور پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ بات قابل حسرت ہے۔

❖— خلافت کا قائم ہونا:: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ وہ امام مہدی میرے ہی نقش قدم پر ہوگا جو پوری ہوگئی کیونکہ نبی پاک صلعم کی وفات کے بعد خلافت کا دور شروع ہوا برابر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کا دور بھی شروع ہوا جو آج تک خدا کے فضل وکرم سے برابر جاری ہے اور خدمتِ دین اسلام کر رہی ہے۔

❖— حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی زبان پر کافی عبور تھا۔ حالانکہ آپ نے کسی سکول میں تعلیم حاصل نہیں کی مگر تائید حق سے عربی دانی میں کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ ان کا عربی کلام نظم ونثر کی فصاحت وبلاغت کا اعتراف خود عرب کے عالموں اور فاضلوں نے کیا ہے حالانکہ عجمی ہو کر عربوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام عربی دانی میں یکتا ہیں۔ یہ خدائی تائید نہیں تو اور کیا؟ ایک عجمی ہو کر تمام عربی دانوں کو للکارنا کارے دارد والا معاملہ ہے۔

❖— خدا کے انبیاء، رُسُل جب بھی دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو خداوند کریم ان کو وحی اور الہامات کے نُور سے منور کرتا ہے اور ہر میدان میں اپنے اشاروں سے ان کی رہنمائی فرما کر ان کی غیبی مدد بھی کرتا ہے۔ ان کو کامیاب اور دشمنوں کو خوار وذلیل کر دیتا ہے۔ دشمنوں کو ان کے ناپاک ارادوں میں ناکام ونامراد کرتا ہے اور اپنے خاص بندوں کو فتح وظفر دکھا کر دشمنوں کے منہ بند کرتا ہے جیسا کہ موجودہ وقت میں ہم احمدیت کا اتنا بڑا غلبہ دیکھتے ہیں اور ایم ٹی اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) کے ذریعہ جو اس وقت دنیا کے چپہ چپہ پر آسمان سے اسلامی تعلیم کا نُور برسا کر غافل اور مُردہ دلوں کو منور کرتا ہے ان میں ایک نئی روح پیدا کر کے اسلام کے حقیقی شیدا بنا دیتا ہے۔ دشمنوں نے زمین پر تبلیغ اسلام بند کرنا چاہا لیکن حامی خدا نے ان کے تمام عزائم خاک میں ملا کر آسمان سے تبلیغ اسلام کا نیا سلسلہ بذریعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اپنے فضل وکرم سے کامیابی کے ساتھ برابر چوبیس گھنٹوں میں جاری کیا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی کامیابی اور برحق ہونیکی کھلی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر کئی اور دلائل ہیں لیکن مشتے از خروارے، خاکسار اتنے ہی حوالہ جات پر اپنا یہ مضمون ختم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مضمون پڑھنے والوں کو راہِ ہُدیٰ نصیب کرے۔ آمین۔

مسیح موعود کے آنے کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں

مبارک احمد شاد معلم شملہ، ہماچل

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُرزور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان کر رہے ہیں اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا پس اس غرض کے لئے مجھے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کے لئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اٹھائی، میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظتِ خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بے کس مسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف زبانوں پر حساب ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔

وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کے لئے عمارت ہے تو دنیا کے لئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کے لئے تو کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا انتہائی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے؟ یا وہ بلند غرض ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلی پاتا ہے اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ تم پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔

میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اس کی امانی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے مقدمات، صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کے لئے ہے اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بہ تازہ پھل دے اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہیں کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم:25,26)

یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ وہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جس کی جڑھ ثابت ہو اور جس کی شاخیں آسمان میں ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہے۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ سے یہ مراد ہے کہ اصول ایمانیہ اس کے ثابت اور محقق ہوں اور یقین کامل کے درجے تک پہنچے ہوئے ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہے کسی وقت خشک درخت کی طرح نہ ہو مگر بتاؤ کہ کیا اب یہ حالت ہے؟ بہت سے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ضرورت ہی کیا ہے؟ اس بیمار کی کیسی نادانی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہے؟ وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہیں سمجھتا تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کے سوا اور کیا ہوگا؟ اس وقت مسلمان اَسْلَمْنَا میں تو بے شک داخل ہیں مگر اٰمَنَّا کی ذیل میں نہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو۔

غرض یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اس لئے میرے معاملہ میں تکذیب کے لئے جلدی نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو کیونکہ توبہ کرنے والے کی عقل تیز ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے۔ الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بے وقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اٹھائی جائے اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ میں نے کہا ہے فن کی شکل میں آکر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیاوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح چاہیں تو یہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 38)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں اسلام کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کروں مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجود یکہ زمانہ کی حالت مجدد کی داعی تھی اور مولویوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئے گا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ چوبیس سال صدی میں سے گزر گئے اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس صدی کا مجدد کر کے بھیجا ہے تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں دجال آیا۔ اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں تیس دجال آنے والے ہیں۔ افسوس باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئیں گے مگر چودھویں صدی پر جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئے گا موجودہ حالت تو کھول کھول کر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اصلاح کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی اسی نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 125)

پھر فرمایا:۔

''طرح طرح کے نشانات اور موجودہ حالات زمانہ کے اور صدی کا سر سب کے سب ضرورت مجدد ثابت کر رہے ہیں اور مجدد کا کام اپنے زمانہ کی اصلاح اور اس فتنہ موجودہ کا دور کرنا ہوتا ہے جو سب سے بڑا فتنہ ہو اور وہ اسی زمانہ کے مطابق ضروری اصلاح کرنے کے لئے آتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں اس سے بڑھ کر فتنہ نہیں کہ ایک طرف تو ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جائے اور اسی کو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا سمجھا جائے اور دوسری طرف ایک صادق نبی کو جو دنیا میں سب سے بڑھ کر توحید کا حامی آیا ہے نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیا جائے یہ وہ فتنہ ہے جس نے لاکھوں انسانوں کو خدا پرستی سے برگشتہ کر کے انسان پرست بنا دیا اور اسی کے اثر سے اکثر لوگ دہریہ بن گئے اور توحید کی محبت دلوں سے جاتی رہی اور اسلام صرف برائے نام رہ گیا اور سب کے سب چھوٹے بڑے اس فتنہ عظیمہ سے اثر پذیر ہو رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اور فتنہ کے مناسب حال جو امام اور مجدد بھیجنا تھا اس کا نام اسی فتنہ کو دور کرنے کے لئے مسیح رکھا۔ (ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 341)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہمیں کسی مسیح موعود کو ماننے کی ضرورت نہیں اور کہتے ہیں کہ گو ہم نے قبول کیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں لیکن جبکہ ہم مسلمان ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور احکام اسلام کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کسی دوسرے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس خیال کے لوگ سخت غلطی پر ہیں اول تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ وہ خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتے حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہوں تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو اور اگر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی کی جاتی ہے کیا یہی اسلام ہے اور یہی مسلمانی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ سخت گالیاں دی جاتی ہیں اور کافر کہا جاتا ہے اور نام دجال رکھا جاتا ہے اور جو شخص مجھے دکھ دیتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور جو مجھے کاذب کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کو خوش کر دیا اے وے

باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخبار "اعتماد" حیدر آباد کے اعتراضات کے جواب میں

((محمد عظمت اللہ قریشی، سیکرٹری دعوت الی اللہ، جماعت احمدیہ بنگلور))

حیدر آباد جامعہ نظامیہ کے نام نہاد شیخ الحدیث مولوی جناب محمد خواجہ شریف صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور دعاوی پر اعتراض کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا ہے جو اخبار "اعتماد" حیدر آباد کے شمارہ 10 نومبر 2006 میں شائع ہوا ہے۔ اس کا جواب مکرم عظمت اللہ قریشی صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ جماعت احمدیہ بنگلور نے لکھا ہے جو قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ ☆

اعتراض:: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی بھی معنی میں کبھی نہیں آئے گا یہ ایمان کا بنیادی عنصر ہے اس کا انکار کرنے یا اس میں کسی قسم کی تاویل کرنے سے کفر ہو جاتا ہے یہ عقیدہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں عبارت النص سے ثابت ہے۔

جواب:: قرآن مجید میں جابجا ایسی آیات ملتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہ سے نبیوں کی آمد کا وعدہ فرماتا ہے چنانچہ ذیل میں چند آیات کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرواتا ہوں۔

(1) "اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"

(2) سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی لیا گیا ہے:

"اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی (یعنی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی) اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔"

(3) سورۃ الحج آیت نمبر 75 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کر لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یَصْطَفِیْ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو حال اور مستقبل دونوں پر حاوی ہے۔

(4) پھر سورۃ الاعراف آیت 36 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔"

پس مولوی خواجہ شریف صاحب کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کسی بھی معنیٰ میں کبھی نہیں آئے گا بالکل پکا جھوٹ ہے عوام الناس کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ قرآن کریم میں تو مختلف مقامات پر ضرورت کے وقت نبی کے بھیجے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ نبوت کو بند کر دینے کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواج شریف صاحب کا کوئی الگ قرآن اور الگ شریعت ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے قرآن وشریعت، میں جابجا نبی کی آمد کا ذکر ملتا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے۔؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں" (ملفوظات جلد اول 327)

اعتراض: حضور علیہ ٰالہ والصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین اور ختم نبوت کے باب میں لفظاً ومعناً ساری امت، علماء کرام، صوفیہ عظام، مشائخ طریقت، عامۃ المسلمین، تمام اہل سنت والجماعت بشمول دیگر 72 فرقے شیعہ، معتزلہ، خوارج سب کے درمیان اتفاق ہے۔

جواب: اس کے جواب میں جماعت احمدیہ کے چوتھے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اقتباس پیش ہے: آپؒ فرماتے ہیں:

" محاورۃً اسی کو اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَاحِدَۃٌ کہا جاتا ہے کفر میں تم ملتِ واحدہ کی جو صورت دیکھتے ہو وہ انکار کی طاقت کی بناء پر ہے کسی کے انکار کی وجہ سے اکٹھے ہو رہے ہیں کسی مثبت وجہ سے اکٹھے نہیں ہو رہے۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُم قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ان میں عقل بالکل نہیں ہے۔ اس اجتماع یا اتحاد کے تو کوئی معنی نہیں ہوا کرتے۔ اگر کوئی ایسا FACTOR ظاہر ہو جائے جو COMMON VALLUE پر مشتمل ہو یعنی ایک دشمن کے تصور یا خوف کی بناء پر لوگ اکٹھے ہو جائیں تو اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی کیونکہ ایسی صورت میں تو جانور بھی اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ حالات سے مجبور ہو کر شیر اور بکری بھی اکٹھے ہو جایا کرتے ہیں۔ بھیڑیے اور بھیڑیں بھی اکٹھی ہو جایا کرتی ہیں چنانچہ ایک مصور نے اس تصور کو اس طرح باندھا ہے کہ اس نے تصویر میں ایک نہایت ہی خوفناک آندھی اور طوفان دکھایا اور بجلیاں گرنے کا خوفناک منظر پیش کیا اور بیچ میں جس طرح بگولا اپنے اندر چیزوں کو سمیٹ لیتا ہے اسی طرح شیر بھی ہیں بھیڑیئے بھی ہیں، سور بھی ہیں اور بھیڑ بکریاں اور ان ک بچے بھی ہیں اور گھوڑے بھی ہیں اور یہ سارے ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی نہیں لاکھوں سال پہلے کی جو قبریں دریافت ہوئی ہیں ان میں بھی یہی مناظر دیکھنے میں آئے ہیں۔ بعض دفعہ نہایت خوفناک ہلاکتوں نے بعض علاقوں سے زندگی کا نام ونشان مٹا دیا تو اس وقت وہ جانور جو ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے وہ اس طرح اکٹھے ہو گئے کہ بالآخر جب ان پر موت آئی تو ان کی اکٹھی قبر بن گئی گویا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے بڑی محبت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں مگر یہ وقتی محبتیں زندگی نہیں بخشا کرتیں۔ یہ تو ایک خوف کی وجہ سے ایک منفی طاقت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ مگر صاحب عقل لوگ وہ ہوتے ہیں جو مثبت طاقتوں پر اکٹھے ہوتے ہیں محبتوں کے نتیجہ میں ان کے دل ملتے ہیں ان میں رُحماء بینھم کا نقشہ نظر آتا ہے۔ (فرمایا) ان کا حال بھی وہی ہوگا جو ان سے پہلے قدیم قوموں کا گزر چکا ہے یہ لوگ بچا نہیں کرتے۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور چونکہ یہ خدا کی تقدیر سے ٹکر لے رہے ہیں اس لئے دردناک عذاب سے بچ نہیں سکتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مارچ 1985ء، بمقام مسجد فضل لندن)

ان شیخ الحدیث مولوی خواجہ شریف صاحب کے بہتر (72) فرقوں کے متعلق خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کیا ہے؟ ملاحظہ فرمایئے کیونکہ آپؐ قیامت تک امت کے رہنما، امت کے بادشاہ اور امت کے سربراہ ہیں۔ ہمارا سب کچھ آپؐ کے قدموں میں فدا ہو۔ آپ کا فیصلہ ہی حتمی اور آخری فیصلہ ہے اس سے کسی مُلّا کو گریز کی کوئی راہ نہیں ہے۔ حدیث یہ ہے:

" حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی ایسے وقت آئیں گے جیسے بنی اسرائیل پر آئے تھے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بنی اسرائیل میں سے اپنی ماں کے پاس علانیہ طور پر گیا ہوگا تو ایسا ہی میری امت میں بھی ہوگا۔ اور بے شک بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے تھے پس میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی جو ماسوا ایک کے سب کے سب جہنمی ہوں گے۔ سرکار دو عالمؐ سے دریافت کیا گیا کہ وہ فرقہ کون سا ہے آپؐ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ یہ روایت ترمذی نے کی ہے لیکن مسند احمد اور ابو داؤد کی روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح منقول ہے: بہتر دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ راہ یافتہ جماعت ہوگی۔"

(مشکوٰۃ شریف عربی اردو تصنیف امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ مترجم مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہ جہان پوری تصنیف شدہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی طبع بار اول فروری 1987 صفحہ 57)

حضرت مُلّا علی قاریؒ جنہوں نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی ہے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"پس یہ بہتر فرقے سب کے سب آگ میں ہوں گے اور ناجی فرقہ وہ ہے جو روشن سنت محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہے۔"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول صفحہ 248)

اعتراض: پھر یہ مولوی خواجہ شریف صاحب لکھتے ہیں کہ (حضرت مرزا) غلام احمد (صاحب علیہ السلام) کے نام سے ایک آدمی نے جو مرزا سے تعبیر کیا جاتا ہے فاسد تاویلات کے ذریعہ دعویٰ نبوت کر کے ایسا دجل وفریب دیا کہ لوگ اس کے اطراف جمع ہو گئے اور اسی کو فتنہ قادیانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جواب: جناب دجل وفریب سے آپ کام لے رہے ہیں فتنہ بھی تو آپ کے ٹولہ ہی سے امت میں برپا ہے۔ ہر سو ہاہا کار آپ لوگوں کی وجہ سے مچی ہوئی ہے اور الزام حضرت بانی جماعت احمدیہ پر ڈال رہے ہیں۔ کچھ شرم کیجئے۔ آپ جیسے فتنہ پرداز مولویوں کا نقشہ ذیل کے اخبارات نے کس طرح کھینچا ہے ذرا اس میں اپنا چہرہ دیکھئے۔!!

اخبار البشیر اٹاوہ ستمبر 1925 لکھتا ہے:

" بعثت پیغمبر آخر الزمان کے وقت عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھو اور پھر آج کل کے علماء اسلام کا ان سے مقابلہ کرو تو صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آج بہت سے علماء اسلام کی جو حالت ہے وہ فوٹو ہے اس زمانہ کے علماء یہود اور نصاریٰ کا"

مولوی مودودی صاحب فرماتے ہیں:

'' خدائی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بناء پر اہلحدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

(خطبات طبع چہارم صفحہ 74 زیر عنوان دین اور شریعت)

اخبار انقلاب لکھتا ہے:

'' مسلمانوں کی موجودہ خوابیدہ حالت کو دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ ان کے پاس حق ایک شمہ برابر نہیں ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ انہیں تمام عالم میں نشر و اشاعت کی دُھن نہیں ۔ ان کے مقابلہ میں ایک اکیلی جماعت احمدیہ ہے جس کے مخالف نہ صرف تمام دیگر مذاہب ہیں بلکہ مسلمانوں کی انجمنیں بھی خاص اسی جماعت کے درپے ایذا رہتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ چھوٹی سی جماعت دن رات اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ اسلام کی نعمت سے خود ہی لطف اندوز نہ ہوں بلکہ ساری دنیا کو فائدہ اٹھانے کے قابل بنادے۔''

(انقلاب ممبئی ۲ مئی ۱۹۳۰)

اخبار زمیندار لاہور 14 اگست 1915ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

'' مسلمانان ہند کی شامتِ اعمال نے مدتہائے مدید سے جھوٹے پیروں اور جاہل مولویوں اور ریاکار زاہدوں کی صورت اختیار کر رکھی ہے جنہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ رسول کا پاس نہ شرع کی شرم نہ عُرف کا لحاظ یہ ذی اثر و بااقتدار طبقہ جس نے اپنے دام تزویر میں لاکھوں انسانوں کو پھنسا رکھا ہے اسلام کے نام پر ایسی ایسی گھناؤنی حرکتوں کا مرتکب ہوتا ہے کہ ابلیس لعین کی پیشانی بھی عرقِ انفعال سے تر ہو جاتی ہے ۔''

اخبار زمیندار اسی اشاعت میں لکھتا ہے:

'' اور اب کچھ دنوں سے اس گروہ اشرار کی مشرکانہ سیاہ کاریاں اور فاسقانہ سرگرمیاں اس درجہ بڑھ گئی ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ کی غیرت ساری اسلامی آبادی کا تختہ ان کے جرائم کے پاداش میں الٹ دے تو وہ جنہیں کچھ بھی بصیرت سے حصہ ملا ہے ذرا تعجب نہ کریں۔''

خواجہ شریف صاحب!! زمیندار کا ذیل کا بھی نوٹ ملاحظہ فرمائیں:

'' ہم مسلمانوں کی اصل تباہی کا ذمہ دار ان قُل اَعُوذی مُلّاؤں کو سمجھتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ...... اپنی کفر دوستی کا ثبوت دیا ہے ۔''

اسی اخبار نے 15/اپریل 1925 کی اشاعت میں لکھا:

'' میرا شمار خود مولویوں کی جماعت میں ہے اس لئے میں ان کی حقیقت سے خوب واقف ہوں میں پوری جرأت سے مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان ملاؤں کو ایک منٹ بھر بھی مہلت نہ دیں ۔ اور اپنی سیاست اور اپنے دین دونوں دائروں میں سے یک لخت خارج کر دیں کیونکہ نہ وہ سیاست سے واقف ہیں نہ ہی مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ صرف فریب اور دجل کے ماہر ہیں اور اپنی ذاتی اغراض کے بندے ہیں وہ راہبر نہیں راہزن ہیں۔

پس دجل و فریب اور فتنہ تو آپ جیسے مُلّاں نے برپا کیا ہوا ہے اور آپ الزام خدا کے پیاروں پر ڈال رہے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالے پڑھیں اور غور کریں یہ تو آپ کے اپنوں نے کے ہیں۔

اعتـــراض: '' مسئلہ ختم نبوت میں بعض بزرگوں نے دوسو دس (210) احادیث جمع کیں ہیں ۔

جـــواب: اور آپ نے صرف چھ یا سات حدیثیں ہی اس ضمن میں درج کی ہیں ۔ جماعت احمدیہ ان حدیثوں کا جواب بارہا دے چکی ہے۔ مولوی صاحب قرآن کی بات تو کرتے ہیں لیکن اپنے مؤقف کی تائید میں قرآن سے کچھ بھی پیش نہیں کیا۔

مولوی صاحب کی پیش کردہ احادیث کے جوابات:

اعتـــراض: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں '' میں تمام پہلے اور پچھلے انبیاء کا سردار ہوں'' (رواہ الدیلمی) '' میں اولین اور آخرین کا علم دیا گیا ہوں۔'' بحوالہ تحذیر الناس صفحہ 4)

جـواب: اس جگہ بھی اولین اور آخرین سے مراد انبیاء ہی ہیں ورنہ محض امتیوں کا علم دیئے جانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فخر و شرف ہو سکتا ہے۔

"لَا نَبِیَّ بَعْدِی" کے اعتراض کا جواب

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اے لوگو یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (درمنثور جلد 5 صفحہ 204)

شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ متوفی 267ھ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے بارہ میں فرماتے ہیں:

حضرت عائشہؓ کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لا نبی بعدی کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ حضور کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ 236)

حضرت امام عبد الوہاب شعرانیؒ متوفی 976ھ حدیث لا نبی بعدی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت لانے والا نبی نہیں ہوگا۔ (الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 35)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

حدیث میں لا نبی بعدی کے جو الفاظ آئے ہیں اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

(الاشاعت فی اشراط الساعۃ صفحہ 226)

اعتـــراض: مرزا صاحب کو جب دعویٰ نبوت کرنے کا سودا سر میں سمایا تو خود کو غیر تشریعی ظلی اور بروزی نبی بتایا۔ ظلی بروزی کا مطلب یہ بتایا کہ وہ فنافی الرسول ہو کر نبوت کا ظل بن گیا۔

مولوی خواجہ شریف صاحب کے علم میں اضافہ کے لئے بزرگان امت کے چند ارشادات پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب ملاحظہ ذرا بغور ملاحظہ فرمائیں!!

عبد الرزاق صاحب کاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' مہدی جو آخری زمانہ میں آئے گا وہ احکام شرعیہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات رکھنے والا ہوگا اور آپ کا کامل ظل اور بروز ہوگا۔'' (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر 52,53)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا حق یہ ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا پس اس میں اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔''

(الخیر الکثیر صفحہ 72 مطبوعہ بجنور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ احزاب میں سراج منیر قرار دیا گیا ہے۔ امام عبد الباقی زرقانیؒ لکھتے ہیں:

قاضی ابو بکر بن عربی نے کہا ہے کہ ہمارا علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سراج (چراغ) اس لئے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس سے اصل چراغ کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 177)

مولوی بشیر احمد صاحب عثمانی خاتم النبیین کی تشریح میں لکھتے ہیں:

جس طرح روشنی کے تمام مراتب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی پر ختم ہو جاتا ہے بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔'' (تفسیر مولوی محمود الحسن شیخ الہند شائع کردہ ادارہ اسلامیات صفحہ 550)

مولوی محمد طیب صاحب دیوبندی فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔ ...... آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغازِ بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔'' (آفتاب نبوت صفحہ 109-111 ناشر ادارہ عثمانیہ 32 پرانی انارکلی لاہور)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقۃ الوحی حاشیہ 97)

آخر پر میں خواجہ شریف صاحب کی خاطر چند اقتباسات پیش کرتا ہوں تا کہ انہیں سمجھ آ سکے کہ ان جیسے مولویوں کا شمار کس زمرہ میں ہوتا ہے۔

اخبار اہلحدیث لکھتا ہے:

'' قرآن میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس کہ آج ہم اہلحدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے جس طریق سے مخالف کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اس سے بجائے ہدایت کے ضلالت پھیلتی ہے۔

(اہلحدیث 9/اپریل 1970)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علماء میں سے اکثر پر شیطان غلبہ پا چکا ہے اور ان کی سرکشی نے انہیں گمراہ کر دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے دنیوی فائدہ کا عاشق ہے۔ حتی کہ نیکی کو برائی اور بُرائی کو نیکی خیال کرنے لگا ہے اور علم دین مٹ چکا ہے اور دنیا میں ہدایت کے مینار گر چکے ہیں۔

(کتاب الاملاء اشکالات الاحیاء)

مولویت پر مودودی صاحب کا تبصرہ:

'' افسوس کہ علماء خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہو چکے تھے ان میں اجتہاد کی قوت نہ تھی ان میں تفقہ نہ تھا ان میں حکمت نہ تھی ان میں عمل کی طاقت نہ تھی ان میں یہ صلاحیت ہی نہ تھی کہ خدا کی کتاب اور رسول خدا کی علمی و عملی ہدایت سے اسلام کے دائمی اور لچکدار اصول اخذ کرتے اور زمانہ کے متغیر حالات میں ان سے کام لیتے ان پر تو اسلاف کی اندھی اور جامد تقلید کا مرض پوری طرح مسلط ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو ان کتابوں میں تلاش کرتے تھے جو خدا کی کتابیں نہ تھیں کہ زمانے کی قیود سے بالاتر ہوتیں وہ ہر معاملہ میں ان انسانوں کی طرف رجوع کرتے تھے جو خدا کے نبی نہ تھے کہ ان کی بصیرت اوقات اور حالات کی بندشوں سے بالکل آزاد ہوتی پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب رہنمائی کر سکتے جب کہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی

باقی صفحہ 27 پر ملاحظہ فرمائیں

ضروری اعلان بسلسلہ قضاء

تمام امراء وصدر صاحبان مبلغین ومعلمین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ’’جھگڑے کی صورت میں جہاں تک میاں بیوی کو سمجھانے اور صلح کروانے کا تعلق ہے اُس کیلئے تو شریعت کے مطابق دونوں طرف سے ’’حکمین‘‘ مقرر کر کے آپس میں صلح کی کاروائی ہونی چاہئے نہ کہ اُمور عامہ کے ذریعے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو پھر علیحدگی کیلئے قضاء سے فوری رجوع ہو۔ تا کہ خواہ مخواہ معاملہ کو لٹکانے کی بجائے علیحدگی جلد ہو جائے۔ اگر قضاء یہ دیکھے کہ لڑکی کی نمایاں غلطی نہیں تو ایسی صورت میں قضا کو خلع بصورتِ طلاق کا انصاف سے فیصلہ کرنا چاہئے۔‘‘

حضور انور کا ارشاد گرامی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اس لئے تمام امراء کرام صدر صاحبان مبلغین ومعلمین کرام سے گزارش ہے کہ اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کی راہنمائی کیا کریں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

ضروری اعلان بابت تاریخی واہم تصاویر

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے دوران جماعتی اخبارات ورسائل اور سووینیر میں شائع کرنے، نیز نمائشوں میں بغرض ریکارڈ رکھنے کے لئے ہندوستان کی جملہ احمدی مساجد، دیار التبلیغ، سکولز اور جماعتی عمارات، اسی طرح اہم تقاریب اور شخصیات سے ملاقات وغیرہ کی تصاویر کی بھی ضرورت ہے لہذا تمام امراء وصدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش کی جاتی ہے کہ اولین فرصت میں ایسی تصاویر کی کم از کم ایک اور زیادہ سے زیادہ تین تین تصاویر مع ضروری کوائف وتاریخی حیثیت لکھ کر مکرم ناظر صاحب نشر واشاعت کے نام ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ (محمد انعام غوری صدر جوبلی کمیٹی قادیان)

خلیفۃ المسیح سے میری ملاقات

اداہ بدر صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ ترتیب دے رہا ہے جملہ قارئین سے درخواست ہے کہ اگر وہ کسی بھی خلیفۃ المسیح سے ملاقات اور ناقابل فراموش یادوں کا ذکر کرنا چاہیں تو اس کالم کے تحت کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

صوبائی وزونل اُمراء کی خدمت میں ضروری گزارش
بسلسلہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی بدر نمبر

ادارہ بدر خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر ایک خصوصی شمارہ ترتیب دے رہا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ کے صوبہ میں سو سال میں ہونے والی ترقیات اعداد وشمار کی روشنی میں مختصر اور جامع تحریر فرمائیں جس میں صحابہ کرام اور پرانے بزرگوں کے واقعات بھی آنے چاہئیں اور اس تعلق میں جو تصاویر ہوں وہ بھی ارسال فرمائیں۔ تصاویر مساجد مشن ہاؤسز، لائبریری، ہسپتال، سکول مہمان خانوں وغیرہ کی ہونی چاہئے اسی طرح بعض پرانے واقفین زندگی اور صحابہ کرام کی تصاویر بھی ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)

اُمراء کرام، صدر صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان کے لئے
ضروری اعلان

بھارت کے تمام اُمراء کرام/صدر صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان کو تعلیم القرآن وقف عارضی کے تعلق سے مجلس مشاورت ربوہ 1996ء تا 2002ء کے بعض فیصلوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جس کی منظوری حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مل چکی ہے ان امور کے متعلق آپ کو وقتاً فوقتاً توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ اب پھر ان کے بعض نکات ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ تمام احباب جماعت کو سنا کر انہیں اس پر عمل کرنے کی تحریک کر سکیں۔ جزاکم اللہ۔

1. ہر جماعت میں سیکرٹری تعلیم القرآن ووقف عارضی کے ساتھ ساتھ تعلیم القرآن کمیٹی بھی بنی چاہئے۔ اس کمیٹی میں تمام ذیلی تنظیموں کی نمائندگی ضروری ہے۔ یہ کمیٹیاں اپنا سہ ماہی ٹارگیٹ مقرر کر کے اس کے مطابق کام کو آگے بڑھائیں۔
2. ہر جماعت میں کم از کم دو ماہ میں ایک خطبہ جمعہ تعلیم القرآن ووقف عارضی کے موضوع پر دہرایا جائے۔
3. سیکرٹریان تعلیم القرآن ووقف عارضی ہر ماہ اپنے کام کی رپورٹ مرکز میں بھجوایا کریں۔
4. وقف عارضی کے تعلق سے احباب جماعت سے سال کے شروع میں باقاعدہ وعدے لئے جائیں کہ وہ کس ماہ میں جائیں گے پھر مرکز کو ان کی اطلاع دی جائے اور انہیں وقف عارضی میں بھجوانے کیلئے انتظام کیا جائے اور (بمطابق سفارش شوریٰ 96ء) ہر جماعت کا وقف عارضی کا ٹارگٹ 12 فیصد ہونا چاہئے۔ (فارم وقف عارضی تمام جماعتوں میں بھجوائے جا چکے ہیں)
5. کوشش ہونی چاہئے کہ جماعت میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہے جو تعلیم القرآن کے نظام میں شامل نہ ہو سکے۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

آپکے خطوط آپکی رائے:

پارلیمنٹ کا تقدس اور ہماری ذمہ داریاں

1927ء کے کانگریس کے اجلاس میں ڈاکٹر انصاری نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا تھا:

’’اپنے تعلیم یافتہ ہندوستانی کو حالات نے یورپی کلچر کا مطالعہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے مگر وہ اپنے پڑوس میں رہنے والے ہموطنوں کے کلچر سے کوئی واقفیت نہیں رکھتا۔ ضرورت ہے کہ اس خطرناک اجنبیت اور مہیب ناواقفیت کو ختم کیا جائے‘‘۔

افسوس ہے کہ 80 سالہ لمبا عرصہ گذرنے کے بعد بھی بات جوں کی توں ہے ہمارے وطن عزیز میں ہر قوم ہر فرقہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ مسجد میں جائیں یا مندر میں جائیں یا گوردوارہ کا رخ کریں تو سر ڈھانک کر بزرگوں کا سامنا کریں تو سر جھکا کے نرمی اور عاجزی سے۔ لیکن وطن عزیز کے اس کلچر کے بالمقابل لالو جی کے محکمہ ریل بجٹ پیش کرتے وقت جو مظاہرہ اس ایوان بالا میں ہوا انسانیت تو شرم سار ہو ہی گئی اس وطن عزیز پر جانیں نچھاور کرنے والے شہداء کی روحیں بھی رو پڑی ہوں گی۔ کیونکہ وہاں انسانیت کی آوازیں بلند نہیں ہو رہی تھیں بلکہ ایسی چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ جن کا نہ کوئی معنے تھا نہ مطلب۔ بالآخر لالو جی نے اپنا لیکچر مکمل تو کیا لیکن تمام ہموطنوں کو بعض ممبران پارلیمنٹ کے اس رویہ پر سخت افسوس ہوا۔

دراصل اگر ہم غور کریں تو اس ذلت آمیز رویہ کے ہم خود ہی ذمہ دار ہیں کیونکہ ہم نے ہی ویسے ممبران پارلیمنٹ کو ووٹ دیا ہے ہم نے ہی اُن کو بنایا ہے۔ ہندوستان کا ہر دھرم اور آئین یہ کہتا ہے کہ ووٹ ایک امانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دو۔ اگر ہم یہ ووٹ ایسے افراد کو دیں جو ہندوستانی کلچر سے کلی طور پر ناواقف ہیں اور زمانہ لڑکپن سے ہی توڑ پھوڑ کے پیشوا اور ہڑتالوں اور قومی وانفرادی املاک کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش رہے ہوں تو پارلیمنٹ میں جا کر بھی انہوں نے اپنی خصلت اور عادت کا مظاہرہ کرنا ہے جس کی بدولت وہ اس مقدس مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ گویا کہ ہم نے ہی اپنے ووٹ کے حق کو غلط استعمال کیا۔ اور مفاد پرستوں کو ایوان بالا کے احترام کی دھجیاں اڑانے کا موقعہ فراہم کیا۔ ہندوستانی عوام کو ایک بار پھر بیدار ہونا پڑے گا دیکھنا پڑے گا کہ کتنی قیمتی جانیں اس وطن عزیز کے کلچر کو اور اس کی روایات کو برقرار رکھنے کیلئے نچھاور ہوئیں۔ ہمیں جہاں وطن عزیز کو ترقی دینے کیلئے ووٹ کی امانت کو اس کے حقدار کو دینا ہوگا وہاں ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ ہندوستانی عوام میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر اختلاف ہے تو سیاست دانوں میں ہے۔ جنہوں نے فرقہ وارانہ عناد کا مسئلہ کھڑا کر کے منافرت کو ہوا دی ہے۔ اور اپنی دکان چمکائی ہے سبھاش چندر بوس نے ابتداء میں ہی اس کو محسوس کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا۔

’’جب تک آپ پڑوسی کے مذہب کو نہیں سمجھیں گے اس وقت تک کمیونل بنے رہیں گے‘‘

ہندوستان کی ہر بستی میں مختلف فرقوں کے لوگ ایک دوسرے کے پڑوسی بن کر رہتے ہیں لیکن ایک دوسرے کے رسم ورواج اور مذہب کو نہیں جانتے ظاہر ہے کہ ناواقفیت خوف یا دشمنی کو جنم دیتی ہے اسی ناواقفیت کا فائدہ لالچی سیاست دان اٹھا رہا ہے۔

اگر ہم ایک دوسرے کو سمجھیں گے تو دوریاں ختم ہوں گی محبت اور قرابت بڑھے گی اور ہم ایسے نمائندوں کا انتخاب کرنے میں کامیاب ہوں گے جو ہمارے حقوق اور اصولوں کو انصاف کے ترازو میں تولے گا۔

حضرت بانی اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

’’تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلوق میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور انکی ضروریات کا خیال رکھتا ہے:۔

پس یہ مقدس کلام انسانیت کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم کرنے کو رد کرتا ہے بحیثیت مخلوق وہ سب ایک ہیں ان اصولوں کو ملحوظ رکھ کر اگر ہم اپنے ووٹ کا حق اصل حقدار کے حق میں دیں گے تو وہ ضرور ہم سے رحم کا سلوک کریں گے۔ ایسے نمائندے جن کو انصاف اور رحم کرنے کی طاقت ہم ووٹ سے دیں گے ان کو بھی یہ ملحوظ رکھنا ہوگا کہ بانیٔ اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

’’رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا‘‘

عوام کا نمائندہ اگر اس اصول کو اپنائے تو معاشرے سے ساری برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ پس آیئے آج ہم نیا ہندوستان تعمیر کرنے کا عہد کر کے ووٹ کی امانت اس کے حقدار تک پہنچائیں تا کہ ہمیں انصاف کا حق مل سکے ہمیں مفاد پرست سیاست دان کو دکھانا ہوگا کہ ہمارا شعور بیدار ہے اچھے اور برے میں تمیز کرنا ہم خوب جانتے ہیں۔

(محمد ایوب ساجد قادیان)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Phone No (S) 01872-224074

(M) 98147-58900

E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in

Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

مسجد اقصیٰ کے نزدیک کھدائی سے مسلمانوں میں بے چینی ::

مسجد اقصیٰ کے نزدیک اسرائیل جس طرح کھدائی کررہا ہے اس سے مسلمانوں میں کافی بے چینی اور ناراضگی پائی جاتی ہے انہیں اندیشہ ہے کہ اس کام سے قبلہٴ اوّل کی بنیادوں کو نقصان پہنچے گا تاہم افسران کہتے ہیں کہ وہ اس مقدس مقام کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اسرائیلی حکام مسجد اقصیٰ کے نزدیک کھدائی کے کئی پروجیکٹ کررہے ہیں۔ یہ مقام یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں سب کے لئے مقدس ہے۔ مسلمان اسے مسجد اقصیٰ اور یہودی ڈوم آف راک کہتے ہیں۔ اسرائیل کے قبضہ والے شہر میں مسجد اقصیٰ کے نزدیک دیوار گریہ یہودیوں کے لئے سب سے مقدس مقام ہے۔ ماضی میں جب بھی اسرائیل نے علاقہ میں اس طرح کا کام کیا ہے تب تب مشتعل مظاہرے ہوئے ہیں۔ 1996ء میں جب اسرائیل نے حرم شریف کے نزدیک آثار قدیمہ کی سرنگ کھودی تھی تو اس سے فلسطینیوں کا غصہ بھڑکا اٹھا تھا ان جھڑپوں میں 61 عرب اور 15 اسرائیلی فوجی مارے گئے تھے۔

علاقہ میں جو تازہ کام ہوا ہے اس میں دیوار گریہ کے نزدیک ایک سرنگ کے اندر آثار قدیمہ کا میوزیم بنایا گیا ہے جس کا گزشتہ ماہ افتتاح ہوا ہے ابھی وہاں ایک اور قدیم ورثہ کا مرکز تعمیر کیا جانے ڈالا ہے۔ مسجد اقصیٰ کا انتظام چلانے والے وقف کا کہنا ہے کہ اس تعمیری اور کھدائی کے کام سے اس کی بنیادیں کمزور ہورہی ہیں۔ اریہ بینز نے کہا یہ مقام دیوار سے کم از کم 60 میٹر دور ہے سب کچھ انجینئروں کے ساتھ مل کر سوچ سمجھ کر کیا جارہا ہے۔ الاقصیٰ بریگیڈ کے ترجمان ابوقصیٰ نے اسرائیل پر الزام لگایا کہ وہ علاقہ میں برابر آثار قدیمہ کی کھدائی کررہا ہے اور مسجد کے نیچے تعمیری کام کررہا ہے جس سے مسجد کی بنیادوں کے لئے خطرہ پیدا ہوجائیگا۔

اسرائیل نے 1967ء کی جنگ میں مشرقی یروشلم پر قبضہ کرلیا تھا اور بعد میں اسے باقاعدہ اپنے علاقہ میں شامل کرلیا تھا اس حرکت کو بین الاقوامی طور سے آج تک تسلیم نہیں کیا گیا۔ فلسطینی مشرقی یروشلم کو واپس لینا چاہتے ہیں اور مستقبل کی اپنی ریاست کی راجدھانی بنانا چاہتے ہیں۔ حالیہ دنوں یہودیوں کے ایک منصوبہ کی اطلاعات پر مسلمانوں میں کافی ناراضگی ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے نزدیک کنیسہ بنارہا ہے۔

یکم مارچ کو اقوام متحدہ کے تعلیم اور ثقافت سے متعلق ادارہ (یونیسکو) کے افسران نے مسجد اقصیٰ کے آس پاس جاری کھدائی کا معائنہ کیا۔ اسرائیل کا کہنا ہے کہ وہ مسجد کے گنبد کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔ اسرائیلی حکومت مسجد کے احاطے کو جوڑنے کے لئے پیدل مسافروں کے ایک پل کی تعمیر کررہی ہے۔ دنیا بھر کے مسلم ممالک اور تنظیموں نے اسرائیل کی اس کاروائی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے تاریخی مسجد کو نقصان پہنچ سکتا ہے لیکن اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ کھدائی سے اس مقدس مسجد کو کوئی نہیں پہنچے گا۔

امریکی حملے کے بعد لوگوں کا معیار زندگی تیزی سے گرا عراق کی نصف آبادی پینے کے پانی سے محروم ایک تہائی افلاس کی زندگی گزار رہی ہے:

عراق پر آج سے چار سال قبل امریکی حملے کے بعد سے معیار زندگی تیزی سے گرا ہے اور ملک کی نصف آبادی کو پینے کا پانی اور مناسب سہولت تک دستیاب نہیں ہے۔ عراق سے متعلق ایک تازہ رپورٹ کے حوالے سے بی بی سی نے خبر دی ہے کہ عراق میں ایک تہائی آبادی غریبی اور افلاس کی زندگی گزار رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارے اور عراق کے شماریات کے شعبے کی مشترکہ رپورٹ میں عراق میں امریکہ کی اقتصادی پالیسیوں پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس صورتحال میں دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ ان بین الاقوامی پابندیوں کا بھی دخل ہے جو صدام حسین کے زمانے میں عائد کی گئی تھی۔ رپورٹ میں عراق میں امریکہ کی اقتصادی پالیسیوں کو غیر دانشمندانہ قرار دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عراق میں تعلیم کے معیار میں بھی کوئی بہتری نہیں آئی ماہرین کے مطابق جنوبی عراق کی صورتحال سب سے زیادہ خراب ہے اور دیہی علاقوں میں سہولتوں کا فقدان شہری علاقوں کے مقابلہ تین گنا زیادہ ہے۔

ورلڈ بنک کے 32 افسران وصلاح کار کرپشن میں ملوث پائے گئے:

ورلڈ بنک کے 32 افسران اور صلاح کار بدعنوانی میں ملوث پائے گئے ہیں۔ ورلڈ بنک انٹگریٹی ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق 06-2005ء کے دوران بنک کے ترقیاتی منصوبوں میں بدعنوانی کے 441 واقعات سامنے آئے ہیں۔ یہ اطلاع دی نیوز نے دی ہے۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ دو سال میں بدعنوانی، رشوت ستانی، غلط بیانی اور مفادات کے ٹکراؤ سے متعلق 441 واقعات کی چھان بین کی گئی ہے اور 100 واقعات میں اہل کار یا ادارے ملوث پائے گئے ہیں۔

اخبار کے مطابق تحقیقات کی بنیاد پر ورلڈ بنک نے 58 اداروں اور 54 لوگوں کی بدعنوانی ثابت ہونے پر انہیں بلیک لسٹ کر دیا ہے۔ 1999 سے اب تک 338 اداروں اور لوگوں کو بدعنوانی کی بنیاد پر بلیک لسٹ کیا گیا ہے۔ اخبار کے مطابق بدعنوانی، اداروں اور لوگوں کے نام عالمی ادارے کی ویب سائٹ پر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ عالمی بنک کے اہل کاروں کے خلاف 227 شکایات کی چھان بین کی گئی تو 32 اہل کار بدعنوانی میں ملوث پائے گئے۔ عالمی بنک نے بڑھتی ہوئی بدعنوانی پر قابو پانے کے لئے 2001ء میں 50 نفری انٹگریٹی ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا اس محکمہ پر سالانہ ایک کروڑ کی رقم خرچ ہوتی ہے۔

بھارت میں ایک کروڑ لوگ کان کی بیماری میں مبتلا

بھارت میں لگ بھگ 10 لاکھ بچے سننے کے شدید مسئلہ سے دو چار ہیں۔ ایسے بچے چلیئر امپلانٹ سے کافی زیادہ مستفید ہوسکتے ہیں لیکن ایسی سرجری کی زیادہ قیمت انہیں صحت یاب ہونے سے دور رکھ رہی ہے۔ آرمڈ فورسز میڈیکل سروسز کے ڈائریکٹر جنرل وائس ایڈمرل بی کے سنگھ نے کہا کہ بھارت میں لگ بھگ ایک کروڑ لوگ کسی نہ کسی طرح کے کان سے متعلق مسائل کا سامنا کررہے ہیں۔ ان میں دس لاکھ بچے ہیں جنہیں کوچ لیئر سرجری کی ضرورت ہے لیکن اس آلہ کی اتنی زیادہ قیمت ہے جسے ان بچوں کے ماں باپ برداشت نہیں کرسکتے اور اس وجہ سے وہ اس علاج کا فائدہ اٹھانے میں ناکام ہیں۔ سرجری کے تحت کان کے اندر ایک چھوٹا الیکٹرانک آلہ رکھا جاتا ہے اور کان کے باہر اندرونی آواز کو تیز کرنے کیلئے ایک میگنیٹک مائکرو پروسیس رکھا جاتا ہے اس طرح سے لوگ سننے میں کامیاب ہوپاتے ہیں۔ سنگھ نے کہا کہ اس کی قیمت تقریباً 6 لاکھ روپے ہے جسے بھارت میں عام لوگ برداشت نہیں کرسکتے اس لئے اسے سستا بنانے کی ضرورت ہے۔

کم کھانا موٹاپے کا سبب بن سکتا ہے

سیونبرن یونیورسٹی کے ریسرچروں کے مطابق دبلا پتلا دکھنے کیلئے خوراک کم کرنے والے موٹاپے کا شکار ہوجاتے ہیں۔ آسٹریلیا میں ہوئی ایک ریسرچ میں پتہ چلا ہے کہ جن لوگوں پر کم کھانے یعنی ڈائٹنگ کا بھوت سوار ہوتا ہے وہ جلدی موٹے ہوجاتے ہیں۔ ریسرچروں کے مطابق وزن گھٹانے کی غذا لینے والوں کے جسم پر بہت جلد دوبارہ چربی چڑھ جاتی ہے کیونکہ جب انسان پہلے کی طرح معمول کے مطابق غذا لینا شروع کرتا ہے تو اس کے جسم پر چربی چڑھنے لگتی ہے۔

ایران کے خلاف
جنگ کے بہانے تلاش کرنے کی کوشش جاری

امریکہ کی جانب سے ایران پر روز کوئی نہ کوئی الزام لگایا جارہا ہے اور یہ کوشش کی جارہی ہے کہ اس پر کسی نہ کسی بہانے جنگ تھوپ دی جائے۔ الزامات اس طرح ہیں:

☆ عراق اور لبنان میں ایرانیوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں جس پر امریکہ کو تشویش ہے۔

☆ امریکہ کو سب سے زیادہ پریشانی ایران کے نیوکلیائی اسلحہ بنانے کی ہے۔

☆ امریکہ کے انڈر سیکریٹری نکولاس برنس کا تازہ الزام ہے کہ کویت میں امریکی سفارت خانہ پر بم دھماکوں کا مجرم عراقی پارلیمنٹ کا رکن جو ایرانی ایجنٹ ہے۔

☆ امریکہ اور برطانیہ کے خلاف استعمال ہونے والا جدید اسلحہ ایران اپنے شیعہ جنگجوؤں کو فراہم کرتا ہے۔

☆ لبنان میں حزب اللہ اور عراق میں شیعہ جنگجوؤں کو بھرپور حمایت اور تعاون دیئے جانے کا بھی ایران پر الزام ہے۔ **جنگ کی تیاری** :: خلیج میں دوسرے امریکی بحری بیڑہ کی موجودگی، جس کے بارے میں نائب صدر ڈک چینی کا کہنا ہے کہ یہ ایران کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ بش نے اس معاملہ کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے صرف اتنا کہا ہے کہ اس وقت ایران کے خلاف جنگ کی کوئی تیاری نہیں ہے۔

عراق میں دواؤں کی قلت کے سبب ہزاروں بچے موت کا شکار ہورہے ہیں

عراق میں واقع اسپتالوں میں دواؤں اور طبی سہولیات کی کمی کے باعث ہزاروں بچے مررہے ہیں۔ یہ صورتحال اس وقت سے جاری ہے جب سے امریکہ اور انگلینڈ نے عراق پر فوج کشی کی ہے۔ یہ شکایت انگلینڈ کے 100 سے زائد ممتاز ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو لکھے گئے خط میں کی ہے۔ اس خط پر عراقی ڈاکٹروں اور انگلینڈ کے ان ماہر ڈاکٹروں کے دستخط کئے گئے ہیں جو فی الحال عراق میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ان ڈاکٹروں کے مطابق کئی بچے محض اس لئے مررہے ہیں کہ یہاں ان کے مرض سے متعلق بنیادی دوائیں بھی نہیں ہیں۔ ہڈی ٹوٹنے یا کسی حادثہ میں زخمی ہونے والے بچوں کے آپریشن کی سہولت تک دستیاب نہیں۔ خط میں عراقی اسپتالوں کی خستہ حالی کو بے نقاب کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ کئی اسپتالوں میں بچوں کو مصنوعی تنفس دینے کے لئے وینٹی لیٹر بھی نہیں ہیں جس کی وجہ سے پلاسٹک ٹیوب ان کی ناک میں ڈالنی پڑتی ہے جو بچوں کی ضرورت پوری نہیں کرپاتے اور نتیجۃً وہ موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ کئی بچے تو صرف وٹامن کی کمی کی وجہ سے مررہے ہیں۔ روزنامہ انڈیپنڈنٹ کے مطابق اس خط پر دستخط کرنے والوں میں یونیورسٹی کالج آف لندن کے پروفیسر ڈیبی لالور، گلاؤسیسٹر، رائل اسپتال کے معالج کرس برنس کاکس، جیمس پیج یونیورسٹی اسپتال کے آئی سی یو کے انچارج ڈاکٹر میگی رائٹ شامل ہیں۔ ڈاکٹرس کے مطابق چونکہ انگلینڈ خود عراق پر قابض فوجوں کا ایک حصہ ہے اس لئے جینوا اور ہاگو کنونشن کے مطابق اسے جنگ کے بعد عوام کی صحت سے متعلق فکر کرنی چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ قابض فوجیں اس جانب کوئی توجہ نہیں دے رہی ہیں جس کی وجہ سے آئے دن اسپتالوں میں بڑی تعداد میں بچوں کی موت ہورہی ہے۔ ڈاکٹروں کی اس ٹیم نے انگلینڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عراق کی ترقی کے لئے دیئے جانے والے 33 بلین ڈالرس کے فنڈ کا ٹھیک ڈھنگ سے جائزہ لیں جس میں سے اسپتالوں میں زیر علاج بچوں کی صحت پر بھی خرچ کیا جانے والا تھا لیکن تقریباً 14 بلین ڈالر تو کرپشن کی نذر ہوگیا۔ انہوں نے عراقی پٹرول کے بدلے حاصل ہونے والی آمدنی کو بھی عراق کی ترقی میں استعمال کرنے پر زور دیا اور کہا کہ ان تمام کنٹراکٹروں کے کنٹراکٹ منسوخ کر دیئے جائیں جو اتحادی فوجوں کے ذریعے کئے گئے ہیں۔

بقیہ: مسیح موعودؑ کے آنے کی غرض .... از صفحہ 15

لوگو جن کو صبر اور تقویٰ کی تعلیم دی گئی تھی تمہیں جلد بازی اور بدظنی کس نے سکھائی کونسا نشان ہے جو خدا نے ظاہر نہ کیا اور کون سی دلیل ہے جو خدا نے نہ پیش کی مگر تم نے قبول نہ کیا اور خدا کے حکموں کو دلیری سے ٹال دیا میں اس زمانہ کے حیلہ گر لوگوں کو کس سے تشبیہہ دوں وہ اس مکار سے مشابہ ہیں کہ روزِ روشن میں آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سُورج کہاں ہے اے اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے اول اپنی آنکھ کھول پھر تجھے سورج دکھائی دے گا۔ خدا کے مرسل کو کافر کہنا آسان ہے مگر ایمان کی باریک راہوں میں اس کی پیروی کرنا مشکل ہے خدا کے فرستادہ کو دجّال کہنا بہت آسان ہے مگر اس کی تعلیم کے موافق تنگ دروازہ سے داخل ہونا دشوار ہے ہر ایک جو کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود کی پرواہ نہیں ہے اس کو ایمان کی بھی پرواہ نہیں ہے ایسے لوگ حقیقی ایمان اور نجات اور سچی پاکیزگی سے لاپرواہ ہیں اگر وہ انصاف سے کام لیں اور اپنے اندرونی حالت پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ سے آسمان سے نازل ہوتا ہے ان کی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں۔''

(لیکچر سیالکوٹ، صفحہ 24.25 مطبوعہ نومبر 1904)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''قدیم سے بزرگانِ دین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حق کی مخالفت کرتا ہے رفتہ رفتہ اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ کافر ہے مگر جو مسیح اور مہدی کو نہ مانے اس کا ایمان بھی سلب ہو جائے گا انجام ایک ہی ہے۔ پہلے تخالف ہوتا ہے پھر اجنبیت پھر عداوت پھر غلو اور آخر کار سلب ایمان ہو جاتا ہے یہ معمولی اور چھوٹی سے بات نہیں بلکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے جنت اور دوزخ کا سوال ہے میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہے کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے جب کہ وہ دیکھتا ہے اندرونی اور بیرونی عناد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہیں کیا جبکہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں یہ وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امت میں نہیں اور نہ صِرف یہاں تک ہے بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودہویں صدی کے سر پر اس امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔ اسی طرح جیسے موسوی سلسلہ میں چودہویں صدی پر ایک مسیح آیا اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو آخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سے آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا پھر سوچو کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔

یہ میں از خود نہیں کہتا خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا گو زبان سے نہ سہی مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔ اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی ہے اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں رسول اللہ کی تکذیب ہے اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتوے طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیونکر تکذیب ہوتی ہے اس طرح پر کہ آپ نے جو وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا اور پھر آپ نے جو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی۔'' (الحکم 17 مارچ 1906ء بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 20 تا 23)

بقیہ: صداقت حضرت مسیح موعودؑ .... از صفحہ 17

دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اٹھا کر ان تک پہنچ سکتی۔ (تنقیحات ابو الاعلیٰ مودودی صفحہ 27 زیر عنوان دورِ جدید کی بیمار قومیں)

پس یہ حال ہے جماعت احمدیہ کے مخالف ملاؤں کا۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حکم تو یہ تھا کہ جب وہ امام موعود ظاہر ہوں تو تم بلا توقف اس کی طرف دوڑو اور اگر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے تب بھی اپنے تئیں اس تک پہنچاؤ لیکن اس کے برخلاف اب لاپرواہی کی جاتی ہے کیا یہی اسلام ہے۔؟ اور یہی مسلمانی ہے۔؟ اور نہ صرف اس قدر بلکہ سخت گالیاں دی جاتی ہیں اور کافر کہا جاتا ہے اور نام دجال رکھا جاا ہے اور جو شخص مجھے دکھ دیتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور جو مجھے کاذب کہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے خدا کو خوش کر دیا۔

اے وہ لوگو جن کو صبر اور تقویٰ کی تعلیم دی گئی تھی تمہیں جلد بازی اور بدظنی کس نے سکھلائی۔ کون سا نشان ہے جو خدا نے ظاہر نہ کیا اور کونسی دلیل ہے جو خدا نے نہ پیش کی۔ مگر تم نے قبول نہ کیا اور خدا کے حکموں کو دلیری سے ٹال دیا۔''

''میں اس زمانے کے حیلہ گر لوگوں کو کس سے تشبیہہ دوں وہ اس مکار سے مشابہ ہیں کہ روز روشن میں آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سُورج کہاں ہے؟ اے اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے اول اپنی آنکھ کھول پھر تجھے سورج دکھائی دے گا۔ خدا کے مُرسَل کو کافر کہنا آسان ہے مگر ایمان کی باریک راہوں میں اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ خدا کے فرستادہ کو دجال کہنا بہت آسان ہ مگر اس کی تعلیم کے موافق تنگ دروازہ میں سے داخل ہونا یہ دشوار ہے ہر ایک جو کہتا ہے کہ مجھے مسیح موعود کی پرواہ نہیں ہے اس کو ایمان کی بھی پرواہ نہیں ہے ایسے لوگ حقیقی ایمان اور نجات اور سچی پاکیزگی سے لاپرواہ ہیں۔ اگر وہ انصاف سے کام لیں اور اپنے اندرونی حالات پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ بغیر اس تازہ یقین کے جو خدا کے مرسلوں اور نبیوں کے ذریعہ سے آسمان سے نازل ہوتا ہے ان کی نمازیں صرف رسم اور عادت سے ہیں اور ان کے روزے صرف فاقہ کشی ہیں۔''

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ 25-24 مطبوعہ نومبر 1904)

دعائے مغفرت

مکرم علی کنجی صاحب ابن محی الدین کنجی صاحب آف پینگاڈی مورخہ 3.1.07 معمولی علالت کے بعد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف لمبے عرصہ تک پینگاڈی جماعت کے سیکرٹری مال کے فرائض ادا کرتے رہے ہیں۔ آپ مکرم فخر الدین صاحب مرحوم درویش کی بیٹی کے داماد تھے مرحوم نے اپنے سوگواروں میں دو بیٹے ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کی بلندی درجات اور مغفرت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (رفیق احمد مالاباری قادیان)

درخواست دعا : مکرم خان ضلفت علی خان اپنی دینی و دنیوی ترقیات، جملہ پریشانیوں کی دُوری، دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (غلام حیدر خان معلم وقف جدید)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

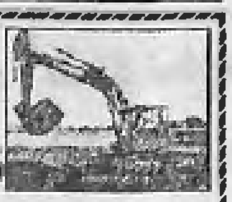

Syed Bashir Ahmed
Proprietor.

Aliaa Earth Movers
(Earth Moving Contractor)

Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

درخواست دُعا

مکرم شمس الدین خان صاحب زعیم مجلس انصار اللہ سورو اڑیسہ مدت مدید سے بیمار ہیں علاج و معالجہ جاری ہے کوئی خاص افاقہ نہیں ہو رہا ہے۔ موصوف کی کامل شفایابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (مجلس انصار اللہ بھارت)

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian-143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 56 | Thursday | 1-8 March 2007 | Issue No. 9-10

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے
دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں

3- بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین○ الرحمن الرحیم○ ما لک یوم الدین○ ایاک نعبد وایاک نستعین○ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین○ (روزانہ کم از کم سات دفعہ پڑھیں) **ترجمہ:**: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:251)

ترجمہ:: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ال عمران:9)

ترجمہ:: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

ترجمہ:: اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوبُ اِلَيْهِ **ترجمہ:**: میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آل ابراھیم اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید **ترجمہ:**: اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA INTERNATIONAL

THE FIRST ISLAMIC DIGITAL SATELLITE CHANNEL

NOW ON ASIA SAT 3S FOR ASIA MIDDLE EAST AND FAR EAST

SATELLITE	Asia sat 3S	POLARISATION	Horizontal
POSITION	105.5° East	SYMBOL RATE	2600 Mbps
FREQUENCY	3760 Mhz	FEC	7/8
MIN DISH SIZE	1.8 Metre	VIDEO PID	------
E-mail	info@mtaintl.com	MAIN AUDIO PID	Auto

Broadcasting Round the Clock
Audio Frequency

French	Auto	Arabic	Auto
English	Auto	Indonesian	Auto
Urdu	Auto	Bengali	Auto

Muslim TV Ahmadiyya International

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اب آپ کا پسندیدہ ٹی وی چینل مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل ہو چکا ہے۔ الحمد للہ۔ ۞ ...... اگر آپ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں ۞ اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل ڈیجیٹل سروس ہی دیکھئے۔ اس میں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ اور وقف نو بچوں کے ساتھ آپ کی علمی و روحانی کلاسز گلشنِ وقف نو اور بستان وقف نو کے نام سے نشر ہوتی ہیں جبکہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان اردو، انگریزی اور عربی میں اور آپ کی بیان فرمودہ تعلیم القرآن کلاسز کے اسباق باقاعدگی سے نشر ہو رہے ہیں۔ ۞ ان کے علاوہ زبانیں سکھانے، کمپیوٹر سائنس، سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں۔ ۞ جماعت احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لندن۔ ہفت روزہ بدر قادیان۔ البشریٰ کبابیر۔ الفضل انٹرنیشنل۔ روزنامہ الفضل ربوہ۔ اور جماعتی کتب اور دیگر معلومات جماعتی ویب سائٹ alislam.org پر دیکھ سکتے ہیں۔ ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ پر رابطہ کریں۔

نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

Post Box No. 12926, London Sw 18 4zn
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44-181 874 8344
website : http: www.alislam.org/mta

QADIAN
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516
Ph. 01872-220749, Fax. 01872-220105